سہ ماہی

جنوری - مارچ ۲۰۱۸ء

اسماعیل

واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

شمارہ نمبر 9

TEHRIK-E-WAQF-E-NAU

"مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔"
(پیشگوئی مصلح موعودؓ۔ 20 رفروری 1886ء)

مسجد مبارک قادیان، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

جنوری۔مارچ 2018ء

مدیر اعلیٰ/مینیجر
لقمان احمد کشور
(انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ، لندن)

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحئی ناصر
راشد مبشر طلحہ

معاون مینیجر
اطہر احمد باجوہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

ڈیزائن اندرون
فرخ راحیل

مدیر (انگریزی)
قاصد معین احمد
editorenglish@ismaelmagazine.org

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

رابطہ کے لئے
editorurdu@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL,UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

اداریہ

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان میں
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصیدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن سے راضی ہونے کا ذکر اِن الفاظ میں کیا ہے کہ "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" یعنی اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے متعلق فرمایا ہے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ۔ یعنی میرے اصحاب کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ اُن میں سے جس کی بھی پیروی کی جائے ہدایت کا موجب بنے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عربی تصنیف "سِرُّ الخلافۃ" میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ایک پورا قصیدہ لکھا ہے جو واقفین نَو کے لئے درج کیا جارہا ہے۔ اس قصیدہ میں آپؑ نے اُن لوگوں کو بھی مخاطب کیا ہے جو صحابہ کی شان کو گھٹانا چاہتے ہیں اور اُن پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ كَذُكَاءِ قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰى بِضِيَاءِ
یقیناً صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں۔ انہوں نے مخلوقات کا چہرہ اپنی روشنی سے منور کر دیا۔

تَرَكُوْا اَقَارِبَهُمْ وَحُبَّ عِيَالِهِمْ جَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَالْفُقَرَاءِ
انہوں نے اپنے اقارب کو اور عیال کی محبت کو بھی چھوڑ دیا اور رسول اللہ کے حضور میں فقراء کی طرح حاضر ہو گئے۔

ذُبِحُوْا وَمَاخَافُوا الْوَرٰى مِنْ صِدْقِهِمْ بَلْ اٰثَرُوا الرَّحْمَانَ عِنْدَ بَلَاءِ
وہ ذبح کئے گئے اور اپنے صدق کی وجہ سے مخلوق سے نہ ڈرے بلکہ مصیبت کے وقت انہوں نے خدائے رحمٰن کو اختیار کیا۔

تَحْتَ السُّيُوْفِ تَشَهَّدُوْا لِخُلُوْصِهِمْ شَهِدُوْا بِصِدْقِ الْقَلْبِ فِى الْاَمْلَاءِ
اپنے خلوص کی وجہ سے وہ تلواروں کے نیچے شہید ہو گئے اور مجالس میں انہوں نے صدق قلب سے گواہی دی۔

حَضَرُوا الْمَوَاطِنَ كُلَّهَا مِنْ صِدْقِهِمْ حَفَدُوْا لَهَا فِىْ حَرَّةٍ رَجْلَاءِ
اپنے صدق کی وجہ سے وہ تمام میدانوں میں حاضر ہو گئے۔ وہ ان میدانوں کی سنگلاخ سخت زمین میں جمع ہو گئے۔

اَلصّٰلِحُوْنَ الْخَاشِعُوْنَ لِرَبِّهِمْ اَلْبَائِتُوْنَ بِذِكْرِهٖ وَبُكَاءِ
وہ صالح تھے اپنے رب کے حضور عاجزی کرنے والے تھے وہ اس کے ذکر میں رو رو کر راتیں گذارنے والے تھے۔

قَوْمٌ كِرَامٌ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَهُمْ كَانُوْا لِخَيْرِ الرُّسْلِ كَالْاَعْضَاءِ
وہ بزرگ لوگ تھے۔ ہم ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ وہ خیر الرسل کے لئے بمنزلہ اعضاء کے تھے۔

مَاكَانَ طَعْنُ النَّاسِ فِيْهِمْ صَادِقًا بَلْ حِشْنَةٌ نَشَأَتْ مِنَ الْاَهْوَاءِ
لوگوں کے طعن ان کے بارے میں سچے نہ تھے بلکہ وہ ایک کینہ ہے جو ہوا و ہوس سے پیدا ہوا ہے۔

اِنِّىْ اَرٰى صَحْبَ الرَّسُوْلِ جَمِيْعَهُمْ عِنْدَ الْمَلِيْكِ بِعِزَّةٍ قَعْسَاءِ
میں رسول ﷺ کے تمام کے تمام صحابہ کو خدا کے حضور میں دائمی عزت کے مقام پر پاتا ہوں۔

تَبِعُوا الرَّسُوْلَ بِرَحْلِهٖ وَثَوَاءِ صَارُوْا بِسُبُلِ حَبِيْبِهِمْ كَعَفَاءِ
انہوں نے رسول ﷺ کی پیروی کی سفر اور حضر میں اور وہ اپنے حبیب کی راہوں میں خاک راہ ہو گئے۔

نَهَضُوْا لِنَصْرِ نَبِيِّنَا بِوَفَاءِ عِنْدَ الضَّلَالِ وَفِتْنَةٍ صَمَّاءِ
ہمارے نبی ﷺ کی مدد کے لئے وفاداری کے ساتھ وہ گمراہی اور سخت فتنہ کے وقت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔

وَتَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ وَتَهَلَّلُوْا بِالْقَتْلِ وَالْاِجْلَاءِ
اور انہوں نے اللہ کی خاطر ہر مصیبت کو اختیار کر لیا اور قتل اور جلاوطنی کو بھی بخوشی قبول کر لیا۔

اَنْوَارُهُمْ فَاقَتْ بَيَانَ مُبَيِّنٍ يَسْوَدُّ مِنْهَا وَجْهُ ذِى الشَّحْنَاءِ
ان کے انوار بیان کرنے والے کے بیان سے بھی بالا ہو گئے۔ کینہ ور کا چہرہ ان انوار کے مقابلہ میں سیاہ ہو رہا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰى خِدْمَاتِهِمْ وَثَبَاتِهِمْ وَدَعِ الْعِدَا فِىْ غُصَّةٍ وَّصَلَاءِ
تو ان کی خدمتوں اور ثابت قدمی کو دیکھ اور دشمن کو ان کے غصہ اور جلن میں چھوڑ دے۔

يَارَبِّ فَارْحَمْنَا بِصَحْبِ نَبِيِّنَا وَاغْفِرْ وَاَنْتَ اللّٰهُ ذُوْ اٰلَاءِ
اے میرے ربّ! ہم پر بھی نبی ﷺ کے صحابہ کے طفیل رحم کر اور ہماری مغفرت فرما اور تو ہی نعمتوں والا اللہ ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ لَوْ قَدَرْتُ وَلَمْ اَمُتْ لَاَشَعْتُ مَدْحَ الصَّحْبِ فِى الْاَعْدَاءِ
اللہ جانتا ہے اگر میں قدرت رکھتا اور مجھے موت کا سامنا نہ ہوتا تو میں صحابہ کی تعریف ان کے تمام دشمنوں میں خوب پھیلا کر چھوڑتا۔

اِنْ كُنْتَ تَلْعَنُهُمْ وَتَضْحَكُ خِسَّةً فَارْقُبْ لِنَفْسِكَ كُلَّ اِسْتِهْزَاءِ
اگر تو ان کو لعنت کرتا رہا اور کمینگی سے ہنستا رہا تو اپنے لئے ہر استہزاء کا انتظار کر۔

مَنْ سَبَّ اَصْحَابَ النَّبِىِّ فَقَدْ رَدٰى حَقٌّ فَمَا فِى الْحَقِّ مِنْ اِخْفَاءِ
جس نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو گالی دی تو بے شک وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ ایک سچائی ہے سو اس سچائی میں کوئی اخفا نہیں۔

سِرُّ الْخلافۃ مع اردو ترجمہ صفحہ 201 تا 202۔ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان

قال اللہ تعالیٰ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔(سورۃ التوبۃ:100)

ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے اوّلین اور وہ لوگ جنہوں نے حسنِ عمل کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر ہے جو سبقت لے جانے والے ہیں جو روحانی مرتبہ میں سب سے اوپر ہیں اور اپنے ایمان کے معیاروں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق اعمال بجالانے والوں میں باقی سب کو پیچھے چھوڑنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور دوسروں کے لئے، بعد میں آنے والوں کے لئے اپنی مثالیں بطور نمونہ چھوڑ گئے تاکہ دوسرے ان کے نمونوں کی تقلید کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں صحابہ کو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بنایا ہے اور اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کے معیار اور ان اعمال سے راضی ہوا جو وہ بجالاتے رہے اور انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔ ہر حال میں وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں شامل رہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی ان نمونوں پر چلتے رہیں گے، ایمان، اخلاص، وفا اور اعمال صالحہ بجالاتے رہیں گے وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کے حاصل کرنے والے بنتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے بلند مقام کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہوئے ان کی پیروی کو ہدایت پانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ جلد 11 صفحہ 163-162 کتاب المناقب باب مناقب الصحابہؓ حدیث 6018 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ ہر ایک ان میں سے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/دسمبر 2017ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 05/جنوری 2018ء)

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ. قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ «مَا أَجْلَسَكُمْ». قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلإِسْلاَمِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا. قَالَ «آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلاَّ ذَاكَ». قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلاَّ ذَاكَ. قَالَ «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلاَئِكَةَ».

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

ترجمہ:

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاویہؓ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور ذکر الٰہی کا حلقہ بنا ہوا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پوچھا کہ صرف اسی لئے یہاں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہاں بیٹھنے کا مقصد صرف ذکر الٰہی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کچھ صحابہؓ کو حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کس مقصد سے یہاں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں اور دین کی طرف جو ہدایت ہمیں دی ہے اس پر اس کی حمد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ تمہارا مقصد صرف یہی ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: ہاں خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف یہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَیں نے یہ قسم تمہیں اس لئے نہیں دلوائی کہ مجھے تم پر کوئی شک تھا صرف بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔

کلام الامام۔ امام الکلام

''صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے۔''
''صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔''
''ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریوں کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آ جاتی ہے۔ حواریوں کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئے گا کہ انہوں نے میری راہ میں جان دے دی۔ بلکہ برخلاف اس کے ان کے اعمال ایسے ثابت ہوں گے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج، غدّار اور بے وفا اور دنیا پرست تھے۔ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ میں وہ صدق دکھلایا ہے کہ انہیں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کی آواز آ گئی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہؓ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اس مقام کی خوبیاں اور کمالات الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ یہ توکّل، تبتّل اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی۔ اور **اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے۔** اس کا نمونہ حواریوں میں اگر تلاش کریں تو ہرگز نہیں مل سکتا۔ پس نرِے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے اور رُوحانی کمالات کا شیدائی ان باتوں پر خوش نہیں ہو سکتا۔ **اس لئے میں تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہوں کہ تم اپنے دل کو پاک کرو کہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ۔ پھر وہ تمہارے جسم میں تمہاری باتوں میں ایسی برکت رکھ دے گا جو سلب امراض کرنے والے بھی انہیں دیکھ کر حیران اور شرمندہ ہوں گے۔''**

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 140-139۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

''میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

کو وہ مقدم کرلیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں۔ کسی تجارت یا اور کام میں نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جَھٹ شبہات میں پڑ گئے۔ ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دُور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلّاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے۔...''

''... قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اسے کھول کر دیکھو۔ **صحابہؓ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔** صحابہؓ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف میں اس طرح پر بیان فرمایا ہے مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) یعنی بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا۔ اور بعض اس انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہؓ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ میں جب صحابہؓ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی، کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رُو بخدا کر دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

خلاصہ یہ کہ ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دَو اللہ تعالیٰ کے رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے۔ خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضائے الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذّات سے افضل اور بالاتر ہے۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 82 تا 83۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆...☆...☆

بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نصائح

23/مارچ 1889ء کے دن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانہ میں پہلی بیعت لی اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ بیعت کے مختلف مواقع پر حضرت اقدس علیہ السلام کا اکثر یہ دستور تھا کہ بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے تھے۔ چند نصائح بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

☆...اس جماعت میں داخل ہو کر اوّل زندگی میں تغیر کرنا چاہئے۔ کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور وہ ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظرِ خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔

☆...دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپروا کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو۔

☆...فتنہ کی کوئی بات نہ کرو۔ شر نہ پھیلاؤ۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے بھی سلوک اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ، سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا راضی ہو جائے۔ اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے۔

☆...بعض لوگ بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرمائیں۔ اس کا جواب اکثر یہ دیا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں۔ اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔ آپ وظائف کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورہ فاتحہ پڑھا کریں۔ درود شریف، لاحول اور سبحان اللہ پر مداومت کریں۔ اور فرماتے تھے کہ بس ہمارے وظائف تو یہی ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 343)

''واقفین نَو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں''

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 10 مارچ 2017ء بمطابق 10 / امان 1396 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے کئی ممالک میں جامعہ احمدیہ کا قیام ہو چکا ہے جہاں سے مربیان اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں آ چکے ہیں اور آ رہے ہیں۔ پہلے صرف ربوہ اور قادیان کے جامعات ہی تھے جہاں سے شاہدین مربیان مہیا ہوتے تھے۔ گزشتہ دنوں میں یہاں یوکے (UK) کے جامعہ احمدیہ میں بھی جامعہ احمدیہ سے پاس ہونے والوں کی convocation ہوئی جو کینیڈا اور یوکے (UK) کے جامعات کے پاس ہونے والے طلباء کی مشترکہ convocation تھی۔ شاہد کی ڈگری لے کر اپنے آپ کو بطور مربی خدمت کے لئے پیش کرنے والے **یہ لوگ وہ ہیں جو یہاں مغربی ماحول میں پلے بڑھے اور اپنے سکول کی تعلیم مکمل کر کے اپنے آپ کو جامعہ کی تعلیم کے لئے پیش کیا اور کامیاب ہوئے۔ ان کی اکثریت بلکہ تقریباً تمام ہی وہ ہیں جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔** مغربی ممالک میں رہتے ہوئے جہاں دنیاداری اور دنیاوی چمک دمک عروج پر ہے، اپنے آپ کو وقف کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کے سپاہیوں میں شامل ہونے کے لئے پیش کرنا یقیناً ان کی سعادتمندی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کا اظہار ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کو بھی اور جو اس وقت مغربی ممالک کے جامعات میں پڑھ رہے ہیں اُن کو بھی یا عام جامعات میں، عام سے مراد کہ دوسرے ممالک میں، جو پڑھ رہے ہیں اُن کو بھی اپنے اندر عاجزی پیدا کرتے ہوئے خالصۃً اسے اللہ تعالیٰ کے فضل کا باعث سمجھنا چاہئے اور اس کے آگے جھکتے ہوئے اس کے فضل کی تلاش ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔

اسی طرح مَیں نے جامعہ احمدیہ کی convocation میں بھی کہا تھا کہ **جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین نَو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا چاہئے۔** والدین بچپن سے ہی لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کی تربیت کریں۔ ایسی تربیت کریں کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہو۔

اس وقت ربوہ اور قادیان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے (UK) اور جرمنی میں بھی جامعہ ہیں جن میں یورپ کے رہنے والے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ کینیڈا میں جامعہ احمدیہ ہے جو وہاں باقاعدہ حکومتی ادارے سے منظور ہو چکا ہے۔ وہاں بعض دوسرے ممالک سے بھی طلباء آ سکتے ہیں اور آئے ہوئے ہیں، پڑھ رہے ہیں۔ گھانا میں جامعہ احمدیہ ہے۔ اس سال وہاں بھی اُس کی شاہد کی پہلی کلاس نکلے گی جہاں اس وقت مختلف ممالک سے آئے ہوئے طلباء زیر تعلیم ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی جامعہ احمدیہ ہے۔ انڈونیشیا میں بھی جامعہ احمدیہ کو شاہد کے کورس تک بڑھا دیا گیا ہے۔

پس **واقفینِ نَو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں** اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے لئے ان کے والدین کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے جامعات میں جتنی بھی گنجائش ہے کم از کم وہ پوری ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اس وقت جو مبلغین کی اور مربیان کی ضرورت ہے اسے پورا کر سکتے ہیں۔

اس وقت مَیں میدان عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مربیان اور مبلغین کو تو مَیں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تا کہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور

پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہو جاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔''

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میدان عمل میں آنے والے مربیان کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ اور قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ ﷺ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے امراء، صدران، جماعتی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اور مربیان و مبلغین کو نہایت اہم نصائح فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''مربّیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کر سکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مربی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہئے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مربی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مربی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئے۔ اور نوجوان مربی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سبکی محسوس کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔

مربیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تاکہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور جماعت میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔

صدران اور امراء سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مربیان کی عزت واحترام قائم کرنا ان کا کام ہے اور کسی بھی جماعت میں سب سے زیادہ مربی کی عزت و احترام کرنے والا اور تعاون کے ساتھ اور مشورے کے ساتھ چلنے والا صدر جماعت اور امیر جماعت کو ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اپنے اپنے دائرے میں مربی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ اور مربی بھی کامل عاجزی اور تقویٰ کے ساتھ صدر جماعت یا امیر جماعت سے بھرپور تعاون کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مقصد تو ہمارا ایک ہے کہ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت، نظام جماعت کا احترام قائم کرنا، خلافت سے وابستگی پیدا کرنا اور توحید کا قیام کرنا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا۔ اس میں حدود اور اختیارات کا کیا سوال ہے۔ آپس میں ایک ہو کر کام کرنا چاہئے۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس بنیادی ارشاد کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدۃ:3)۔ یعنی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ ہر ایک جانتا ہے کہ **جماعت کی خدمت چاہے وہ کسی رنگ میں بھی کرنے کی توفیق مل رہی ہو اس سے بڑی اور کوئی نیکی نہیں**

ہے اور خدمت کے بجالانے کے لئے تقویٰ بھی ضروری ہے۔ جماعت کی خدمت میں تو تقویٰ ہی ہے جو حقیقی اور مقبول خدمت کی توفیق دے سکتا ہے۔ یہ کام تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی رضا حاصل کرنے کا۔ پس مربیان کے لئے بھی اور عہدیداران کے لئے بھی جو حدود قائم کی گئی ہیں وہ نیکی کا حصول اور تقویٰ پر چلنا ہے تا کہ جہاں آپس میں محبت اور اخوّت کے رشتے قائم ہوں وہاں جماعت کی علمی اور روحانی ترقی میں بھی دونوں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پہلے بھی مَیں مختصر ذکر کر آیا ہوں دوبارہ کہہ دیتا ہوں کہ صدر اور امیر اور تمام جماعتی عہدیداران کا کام بلکہ ذمہ داری ہے کہ مبلغین بلکہ جتنے بھی واقفین زندگی ہیں ان کا ادب اور احترام اپنے دل میں بھی پیدا کریں اور افراد جماعت کے دلوں میں بھی پیدا کریں۔ ان کی عزت کرنا اور کروانا آپ لوگوں کا کام ہے تا کہ مربی اور مبلغ اور واقف زندگی کے مقام کی اہمیت واضح ہو اور زیادہ سے زیادہ نوجوان جماعتی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

بیشک خدمت دین کے لئے وقف کرنا اور مربی اور مبلغ بننا خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے لیکن یہ سمجھ بوجھ جو ہے، یہ فہم و اِدراک جو ہے، یہ تدریجاً بڑھتا ہے۔ نوجوان واقفین نَو کو مکمل طور پر اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کرنے کے لئے ظاہری محرک بھی چاہئے جو اُن کے شوق کو ابھارے۔ یہ انسانی فطرت ہے اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور جب وقف اور جماعتی خدمت کا اِدراک پیدا ہو جائے، (شروع میں تو محرک چاہئے،) لیکن جب یہ اِدراک پیدا ہو جائے، جب اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر کام کرنے کی سمجھ آ جائے تو پھر وقف کے ساتھ روحانی ترقی بھی ہوتی رہتی ہے۔ پھر ایک واقف زندگی دنیا کی طرف یا دنیاداروں اور دنیا والوں کے سلوک کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ دیکھنا چاہئے اور یہی ایک حقیقی وقف کی روح ہے۔

پس صدران اور امراء اور عہدیداران مربیان کے ساتھ اور واقفین زندگی کے ساتھ رویّوں میں انتہائی عاجزی اور تعاون کے جذبے کو بڑھائیں تا کہ آئندہ مربیان کا حصول آسان ہو اور نوجوانوں کے دلوں میں زیادہ سے زیادہ مربی اور مبلغ بننے اور زندگی وقف کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں بہت بڑی تعداد میں مربیان چاہئیں۔

واقفین نَو نوجوانوں کو اور میدان عمل میں نوجوان مربیان کو بھی مَیں یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا چاہے آپ کے مقام کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ کوئی صدر، امیر یا عہدیدار بلکہ کوئی فرد جماعت بھی آپ کی عزت اور احترام کرے یا نہ کرے آپ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ قربانی کرنے کا جو عہد کیا ہے اسے نیک نیتی سے نبھاتے رہیں۔ آپ کی نظر اس بات پر ہو کہ پہلے میرے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے مجھے وقف کیا اور پھر جوانی میں قدم رکھ کر مَیں نے اپنے وقف کی تجدید کی اس لئے میں نے دنیا کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف دیکھنا ہے اور خدا تعالیٰ کی جماعت کی ضرورت کو دیکھنا ہے۔ اس لئے میں جامعہ میں جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کروں گا۔ اور جب مربی بن گئے تو پھر ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکنا ہے اور لوگوں کے رویّوں کی کچھ پرواہ نہیں کرنی۔ یعنی انسان تو ویسے ہی ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آگے ہی جھکتا ہے اور جھکنا چاہئے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ پھر یہ نہیں دیکھنا کہ عہدیدار کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی شکوے اور ایسی باتیں پیدا بھی ہو جائیں تب بھی بجائے بندوں سے اظہار کرنے کے خدا تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے۔ لوگوں کے رویّوں کی پرواہ نہیں کرنی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ ہم اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شمولیت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی جماعت کے افراد سے جو توقعات تھیں ان کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔

ان کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو“۔ فرمایا ”سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 48 اشتہار نمبر188 اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار) (سچائی کے معیار بہت بلند ہو جائیں۔)

فرمایا ”تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔“ (یعنی وہ ہنسی جو استہزاء کے رنگ میں کی جاتی ہے۔ لوگوں کے مذاق اڑائے جاتے ہیں۔) ”اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 47 اشتہار نمبر188 اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)۔ انتہائی عاجزی ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی حالتوں کو اس طرح بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں آنے والے ہوں۔

☆...☆...☆

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2018ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کے لئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 11اور12جولائی 2018ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہو گا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

تعلیمی معیار:

درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا60٪ فی صد سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر:

جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

میڈیکل رپورٹ:

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو:

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہو گا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ (Candidate) کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نَو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہو گا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ (Candidate) کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق:

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہو گی:

(1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب ۔(2) درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔ (3) جی سی ایس ای / اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔ (5) درخواست دہندہ کی دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ (Candidate) کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔ (2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 مئی 2018ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere, GU27 3PN

Tel: +44(0)1428647170, +44(0)1428647173

Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

روحانی طبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاکٹرز اور اَطباء کے لئے پُر حکمت اور رہنما اصول

(مکرم حنیف احمد محمود صاحب)

(قسط اول)

طبیب، معالج، حکیم اور مسیحا کے الفاظ روحانی اور مادی دنیا میں یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ایک روحانی طبیب اللہ تعالیٰ سے مدد لیتے ہوئے اخلاق حسنہ اور اپنے نمونہ سے مخلوق خدا کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کرتا ہے جب کہ ایک مادی طبیب اور ڈاکٹر مخلوق خدا کی جسمانی بیماریوں کو علاج معالجہ سے درست کرتا ہے۔

روحانی دنیا میں روحانی طبیب اور مسیحا۔انبیاء، صوفیاء اور مصلحین کی صورت میں آتے رہتے ہیں اور سب سے بڑے روحانی طبیب سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے ہاتھوں سے ہزاروں لاکھوں مریضوں نے شفاء پائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قوت قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ کیسی بدیہی اور صاف بات ہے کہ ایک طبیب اگر ناقابل علاج مریضوں کو اچھا کردے، تو اس کو طبیب حاذق ماننا پڑے گا...اسی طرح پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں مریضانِ گناہ کو اچھا کیا۔ حالانکہ ان مریضوں میں سے ہر ایک بجائے خود ہزارہا قسم کی روحانی بیماریوں کا مجموعہ اور مریض تھا جیسے کوئی بیمار کہے سر درد بھی ہے، نزول ہے، استسقاء ہے۔ وجع المفاصل ہے، طحال ہے وغیرہ وغیرہ تو جو طبیب ایسے مریض کا علاج کرتا ہے اور اس کو تندرست بنادیتا ہے۔ اس کی تشخیص اور علاج کو صحیح اور حکمی ماننے کے سواچارہ نہیں ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو اچھا کیا اُن میں ہزاروں روحانی امراض تھے جس جس قدر ان کی کمزوریوں اور گناہ کی حالتوں کا تصور کرکے پھر ان کی اسلامی حالت میں تغیر اور تبدیلی کو ہم دیکھتے ہیں۔اس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے''۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 116-117۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کامیابی اپنے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ معیاری آداب سے حاصل کی ہے۔ اور مادی ڈاکٹرز، اطباء، حکماء اور

Paramedical Staff کے لئے بطور نمونہ چھوڑے ہیں کہ مریض کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا جائے۔ اس کے ساتھ گفتگو کیسی ہونی چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ شعبہ ڈاکٹری سے جتنے الفاظ کا تعلق ہے ان میں ہمدردی کا پہلو نکلتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی اطباء اور ڈاکٹرز کے لئے جو نمونہ چھوڑا یا جو طریق اپنی سنت سے بطور رہنما اصول چھوڑے ان کا ذکر کرنے سے قبل میڈیکل شعبہ کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ کے لغوی واصطلاحی معنوں پر روشنی ڈالنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

نرس (Nurse)

نرس کے لغوی معنی سنبھالنے، دیکھ بھال اور نگہداشت کرنے کے ہیں۔ نرس بطور ماں کے ہے۔ جس طرح ماں کی گود میں بچہ پل رہا ہوتا ہے اسی طرح نرس کے ہاتھوں اس کی ہمدردی اور پیار بھرے سلوک سے مریض صحت یاب ہورہا ہوتا ہے۔

کتب لغات میں نرس کے معنوں میں مزید لکھا ہے کہ کسی چیز کا محبت وہمدردی کے ساتھ بطور خاص خیال رکھنا، خاص توجہ دینا، کسی کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے ہمدردی کرنا،اور Nurse a fragile vase in one' sarm ایک محاورہ ہے۔ جس سے بھی نرس کے معنی اُجاگر ہوتے ہیں۔ ایک خوبصورت نازک شیشے کے گلدان کو اپنی بانہوں میں اس طرح

لینا کہ وہ محفوظ رہے اور ٹوٹنے نہ پائے۔ گویا ایک مریض، نرس بطور ماں کی بانہوں میں ایسے صحت یاب ہورہا ہوتا ہے۔ جیسے ایک شیشہ اپنی نزاکت کے باعث کسی کی بانہوں میں محفوظ ہوتا ہے اور مریض کے ساتھ ایسے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا اور نرم ونازک طریق پر dealing نرس کے فرائض میں شامل ہے کہ مریض کا دل نرس کی سختی کے باعث ٹوٹنے نہ پائے۔

نیز ایک دلچسپ معنی یہ لکھے ہیں کہ نرس کا لفظ جب Baby یعنی بچے کے لئے بولا جائے تو ماں سے Feed لینے کے معنی ہوں گے۔ اور جب ماں کے لئے بولا جائے تو بچے کو Feed دینے کے معنوں میں استعمال ہو گا۔

اور یہی وہ حقیقی صفت ہے جو ایک نرس میں موجود ہونی چاہئے۔ اور انہی معنوں کی مناسبت سے ایک نرس کا تعلق ہمدردی، پیار و محبت کے حوالہ سے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ماں، باپ جیسی شفقت رکھتے تھے اور آپ کی روحانی Feeding کے حوالے سے ہزاروں لاکھوں مریض صحت یاب ہوئے۔

اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالیٰ سے تعلق جاملتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بھی 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ جس طرح ایک ماں کی آل اولاد ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی اولاد قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا ہے۔

ایک معنی تو اس کے ظاہر وباہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق جو اس کی اولاد ہے کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔ مگر ایک معنی یہ ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی جو اس کی اولاد ہے پرورش کر رہا ہے نرس جو ماں کا درجہ رکھتی ہے مریضوں کو اپنی اولاد سمجھتے ہوئے نگہداشت کرے۔

ہسپتال

دوسرے لفظوں میں ربوبیت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اور ان عظیم معنوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس شعبہ سے منسلک تمام افراد کو خدمت انسانیت کرنی چاہئے۔ ویسے بھی اس شعبہ سے منسلک افراد جیسے ڈاکٹر، طبیب، پیرامیڈیکل سٹاف جہاں خدمات سرانجام دیتے ہیں ان کو Hospitals یا Clinics بولتے ہیں اور ان الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو ان میں بھی ہمدردی، پیار، ملنساری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ Hospital کے معنوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ (مریض) پہنچ کر خوشی محسوس کریں اور اپنے اندر تروتازگی پائیں۔ Hospitable اور Hospitality بھی ہاسپٹل سے ہی نکلے ہوئے الفاظ ہیں جن کے معنی کہ مہمانوں (مریضوں) کا خوش وخرم انداز میں استقبال کرنا اور ان سے دوستانہ اور مخلصانہ برتاؤ کرنا کہ وہ خود کو اپنے ہی گھر میں محسوس کریں۔

ان معنوں کو مدنظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے۔

A good nurse or doctor is always hospitable to the patient.

عیسائی دنیا میں نرس کا ایک مقام اور بھی ہے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو ان معنوں میں مبارک ذمہ داریاں سمجھ کر ادا کر رہی ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا علاج ایک خاتون مریم نامی نے کیا تھا۔ اور تاریخ کا مطالعہ کرکے بھی یہ چیز سامنے آتی ہے کہ غزوات میں زخمی ہونے والے صحابہؓ کی مرہم پٹی بھی تو صحابیات ہی کرتی رہی ہیں۔ اس ناطے سے بھی یہ شعبہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

کلینک

کلینک (Clinic) کے لفظ میں بھی ہمدردی کا پہلو موجود ہے۔ایسی جگہ جہاں سرد مہری دکھلائے بغیر مریضوں کو دیکھا جائے اور ان کے دکھوں کا مداوا کیا جائے۔

کلینک کے لفظ میں ایک اور اہم معنی بھی پائے جاتے ہیں چنانچہ لغات میں لکھا ہے کہ کلینک ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں طلبہ اپنے سے بڑے ڈاکٹرز یا پروفیسرز کو دیکھ کر معائنہ کرنا سیکھ رہے ہوں۔ لہٰذا کلینک میں موجود ڈاکٹرز اور اس شعبہ سے متعلق دیگر حضرات کو اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاان سے آئندہ نسل اچھے کام اور عمدہ اخلاق سیکھ کر خدمتِ انسانیت کرسکے۔ کلینکل(Clinical) جو صفت کے معنوں میں آتا ہے اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں۔

He watches one's suffering with clinical detachment

کہ اس نے مریض کا کلینک سے متعلقہ تمام آداب کو مدنظر رکھ کر معائنہ کیا۔

Paramedical Staff کی اصطلاح ہسپتالوں میں عام استعمال ہوتی ہے۔ اس کے معنوں میں جہاں ڈاکٹرز کے قریب رہنے کا مفہوم ہے وہاں اپنے مریضوں کے ساتھ بھی قریبی تعلق اور ہمدردی کو ظاہر کر رہا ہے۔ چنانچہ اس کے معنوں میں لکھا ہے: Near Beside کہ مریضوں کے ساتھ رہنا۔ ان کی دلجوئی کرنا۔ ان کی دیکھ بھال کرنا اور اپنے سے بڑے ڈاکٹرز اور سٹاف کے ساتھ شانہ بشانہ چلنا۔

غرض اس شعبہ سے متعلقہ تمام الفاظ کو جس جہت سے بھی دیکھیں اعلیٰ اخلاق سے مزیّن ایک فرشتہ صفت انسان کے روپ میں ڈاکٹرز یا سٹاف ممبرز نظر آنے کی تلقین ملتی ہے۔

میڈیکل سے متعلقہ ان تمام الفاظ اور اصطلاحوں کو سامنے رکھ کر اب ہم دیکھتے ہیں کہ آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کون سے اخلاق، عادات اور وہ کون سے اطوار تھے جو آپ نے روحانی طبیب کے طور پر بطور نمونہ مادی اطباء وڈاکٹرز کے لئے بطور ہنما اصول چھوڑے ہیں۔

مریضوں کے لئے دعا کرنا

ان میں سب سے پہلے دعا کا نمبر آتا ہے کہ ایک ڈاکٹر کو اپنے مریض کی شفایابی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ راتوں کو خدا کے حضور گر کر یہ عرض کرنی چاہئے کہ اصل شافی تو اللہ تعالیٰ ہے میرے نسخہ میں جو تیرے ہی دیئے گئے علم کے مطابق خاکسار تحریر کر رہا ہے یا کرنے لگا ہے یا کیا ہے۔

اس دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت کر جائیں اور تو اپنے حکم سے اس میں شفا رکھ دے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جو پہلا اصل مرحمت فرمایا وہ اَنْتَ الرَّفِيْقُ وَاللّٰهُ الطَّبِيْبُ کے الفاظ میں محفوظ ہے کہ ڈاکٹر کا کام تو رفیق یعنی دوست ہوتے ہوئے مریض کو اطمینان دلانا ہے اصل طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے۔ (مسند احمد)

یہ دراصل قرآنی ارشاد وَاِذَامَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (الشعراء:81) کی تفسیر ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ شفا خالصۃً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان اَطباء اور ڈاکٹرز نسخہ لکھتے وقت نسخہ کی پیشانی پر "هُوَالشَّافِي" کے الفاظ لکھتے ہیں۔ اسلام آباد میں ایک ڈاکٹر اپنے طبع شدہ پیڈ (pad) پر "ھوالشافی" ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔ ایک دن مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ جب سارا لیٹر پیڈ(letter pad) طبع شدہ ہے تو "ھوالشافی" بھی طبع کروالیتے تو کیا حرج تھا۔ تو کہنے لگا کہ جو درد "ھوالشافی" ہاتھ سے لکھنے کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتا ہے اور اصل شافی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ جاتی ہے۔ وہ "ھوالشافی" طبع کروالینے سے ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور ہاتھ سے لکھنے کی وجہ سے اللہ کا قرب اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو کہ مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہئے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت خدا تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 53۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر دعا کے نتیجہ میں امراض سے شفا پانے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

"بیماریوں میں جہاں قضاء مبرم ہوتی ہے وہاں تو کسی کی پیش ہی نہیں جاتی اور جہاں ایسی نہیں وہاں البتہ بہت سی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ جواب بھی دے دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشابہ مبرم ہوتی ہے اس کے ٹلا دینے پر بھی خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ تحقیقات بھی کام نہیں دیتی اور ڈاکٹر بھی لاعلاج بتا دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ بہتر سامان پیدا ہوتے جاویں اور حالت دن بدن اچھی ہوتی جاوے ورنہ بصورت دیگر حالت مریض کی دن بدن رڈی ہوتی جاتی ہے اور سامان ہی کچھ ایسے پیدا ہونے لگتے ہیں کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتویٰ دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے۔ ان کے واسطے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے گویا کہ مردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 537۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: "جن امراض کو اطباء اور ڈاکٹر لاعلاج کہہ دیتے ہیں ان کا علاج بھی دعا کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 256۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ڈاکٹری ایک معزز پیشہ ہے تاہم دوسرے پیشوں سے زیادہ جواب دہ بھی ہے کیونکہ ایک انسان کی زندگی اور موت کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس لئے ایک معالج، طبیب اور ڈاکٹر کو اپنی سوچ اور خداداد علم کے مطابق نسخہ لکھ کر حقیقی شافی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے اور اللہ کے حضور رونے کو پیشہ بنانا چاہئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

پیشہ ہے رونا ہمارا پیشِ ربِّ ذوالمِنَن

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے روحانی مریضوں کی شفایابی اور ان کو انسان اور باخدا انسان بنانے کے لئے راتوں کو خدا کے حضور تضرع و انکسار سے جھکتے۔ ان کی خاطر روتے روتے ہنڈیا میں پانی کے ابلنے کی آواز کی طرح آواز پیدا ہوتی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلے حصہ میں عوام الناس میں بیٹھتے اور ان کی شکایات سنتے۔ دوسرا حصہ اپنی بیگمات ازواج مطہرات کے لئے وقف ہوتا اور آخری حصہ اپنے خالق حقیقی کے لئے وقف کرتے اور بیدار ہو کر اپنے روحانی مریضوں کے لئے دعائیں کرتے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں کوئی دوست تشریف لائے۔ طب پر بات شروع ہوگئی اس موقع پر آپ نے ایک معالج میں نیکی اور تقویٰ جیسے اوصاف کے حامل ہونے کا ذکر یوں فرمایا:

"طبیب میں علاوہ علم کے جو اس کے پیشہ کے متعلق ہے ایک صفت نیکی اور تقویٰ بھی ہونی چاہئے ورنہ اس کے بغیر کچھ کام نہیں چلتا۔ ہمارے پچھلے لوگوں میں اس کا خیال تھا اور لکھتے ہیں کہ جب نبض پر ہاتھ رکھے تو یہ بھی کہے کہ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرۃ:33) اے خداوند بزرگ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہ جو تُو نے سکھایا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 181۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر دعا کی طرف احسن رنگ میں یوں توجہ دلائی۔ "طب تو ظاہری محکمہ ہے۔ ایک اس کے وراء محکمہ پردہ میں ہے جب تک وہاں دستخط نہ ہو کچھ نہیں ہوتا۔" (ملفوظات جلد 4 صفحہ 353۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ سے علم اور حکمت طلب کرنا ضروری ہے۔ آج بھی حضرت لقمان کی حکمت مشہور ہے اور پرانے معالج اور اطباء حضرت لقمان جیسی حکمت کے حصول کے لئے دعا بھی کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ طب کے متعلق خود بھی جاننا اور تحقیق کرنا ضروری ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس نے طب جانے بغیر علاج کیا وہ خود تکلیف پہنچنے کی صورت میں اس کا ذمہ دار ہے۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ از طب نبوی اور جدید سائنس جلد اوّل صفحہ 20 از ڈاکٹر خالد غزنوی)

اس ناطہ سے علم الامراض وخواص الادویہ کا جاننا ضروری ہے۔

.................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان) کی وفات۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں

مرحوم کی خدمات دینیہ اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ جنوری 2018ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن پہلے ایک دیرینہ خادم سلسلہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روحانی اور جسمانی دونوں رشتوں کا اعزاز بخشا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو اس دنیا میں آیا اس نے ایک دن اس دنیا سے رخصت بھی ہونا ہے۔ ہر چیز کو فنا ہے اور ہمیشہ رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ **لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس دنیاوی زندگی کو بامقصد بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ کسی نیک آدمی یا ولی یا نبی کے ساتھ صرف جسمانی رشتہ ہونا ہی ان کی زندگی کو بامقصد نہیں بنا سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنا سکتا ہے بلکہ انسان کا خود اپنا فعل اور عمل ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتا ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں خود بھی اس بات کو جانتا ہوں اور بڑا گہرا ذاتی تعلق بھی مرزا خورشید احمد صاحب سے تھا۔ ان کو اچھی طرح دیکھنے کا موقع ملا اور اسی طرح لوگوں نے بھی مجھے لکھا۔ بہت سے خطوط آئے ہیں کہ انہوں نے عاجزی سے اپنے وقف کو نبھانے اور اپنے کام سرانجام دینے کی کوشش کی۔ کبھی خاندانی تفاخر کا اظہار نہیں کیا۔ گزشتہ سال جلسہ پر یہاں آئے ہوئے تھے تو انجام بخیر ہونے کی فکر کا اظہار مجھ سے بھی کیا اور اس شخص کی مثال دی جو کہ بڑا بزرگ آدمی تھا اور فوت ہوتے ہوئے یہی کہتا رہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں اور اسی طرح فوت ہو گیا۔ آخر اس کے مریدوں نے بڑی دعا کی کہ کیا وجہ تھی کیوں کہتا تھا؟ ابھی نہیں۔ ابھی نہیں۔ ایک دن خواب میں مرید نے دیکھا۔ وہی بزرگ نظر آئے۔ ان سے پوچھا کہ آپ وفات کے وقت 'ابھی نہیں۔ ابھی نہیں' کرتے رہے۔ تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ جب میرا آخری وقت تھا تو شیطان میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ تم میرے ہاتھ سے نکل گئے، بچ گئے۔ تم بڑے نیک کام کرتے رہے۔ اور مَیں یہی کہتا رہا کہ ابھی نہیں۔ جب تک جسم میں سانس ہے کوئی پتا نہیں مَیں کیا حرکت کر دوں۔ تو مَیں مرتے وقت بھی شیطان کو 'ابھی نہیں' کہہ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں جان نکالی اور مَیں اب جنت میں ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 306)

تو یہ طریق ہے ان کا جن کو انجام کی فکر ہوتی ہے۔ بہرحال انہوں نے مجھے یہ مثال دی۔ بڑی فکر تھی۔ وقف کی روح کو سمجھتے تھے اور سمجھتے ہوئے کام کرنے والے بزرگ تھے۔ یہاں کے وقت کے مطابق پرسوں رات کو تقریباً دس بجے ان کی وفات ہوئی۔ 85 سال ان کی عمر تھی۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے ان کے یہ پوتے تھے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پوتے ہیں جنہوں نے اپنے والد سے پہلے آپؑ کی بیعت کی تھی۔

12/ستمبر 1932ء کو لاہور میں پیدا ہوئے تھے اور 21/ اپریل 1945ء کو انہوں نے ساڑھے بارہ سال کی عمر میں وقف زندگی کا فارم پُر کیا جبکہ آپ نویں کلاس میں پڑھتے تھے۔ پھر میٹرک قادیان کے ہائی سکول سے کیا۔ پھر ٹی آئی کالج سے تعلیم حاصل کی اور پھر اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے انگلش کیا۔ 10/ستمبر 1956ء کو بطور واقف زندگی آپ نے ٹی آئی کالج ربوہ کو جوائن (join) کیا اور 17 سال وہاں شعبہ انگریزی میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ بڑی محنت سے لیکچر تیار کرتے تھے۔ میں بھی ان سے پڑھا ہوا ہوں۔ اور بہت سارے شاگردوں نے مجھے لکھا کہ بڑی محنت کر کے آتے تھے اور بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔ اپنے مضمون پر انہیں مکمل دسترس حاصل تھی۔ اس لئے طلباء میں مقبول بھی تھے۔ سٹوڈنٹ ان کو پسند کرتے تھے۔ 1964ء میں انگلش فنیٹک (Phonetic) کورس کے لئے برٹش کونسل کی سکالر شپ پر ایک سال کے لئے انگلستان آئے۔ یہاں لیڈز یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ان کی جو بعض جماعتی خدمات ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔ 1974ء کے ہنگامی حالات میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ معاونت کی یعنی ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت وہیں رہتے تھے۔ دو تین مہینے ان حالات میں قصر خلافت میں ہی رہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منظوری سے ربوہ میں یتیم اور نادار بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے 1962ء کے وسط میں ایک 'دارالاقامۃ النصرت' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کا نام ”مد امداد طلباء“ رکھا۔ اس شعبہ کے 1978ء سے جولائی 1983ء تک آپ نگران رہے۔ اس کے بعد یہ کام نظارت تعلیم کے سپرد ہو گیا تھا۔

30/اپریل 1973ء کو آپ ناظر خدمت درویشاں مقرر ہوئے اور یکم مئی 1976ء سے 1988ء تک آپ نے بطور ایڈیشنل ناظر اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔ مختلف کمیٹیوں کے ممبر کے طور پر بھی خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ اکتوبر 1988ء سے ستمبر 1991ء تک بطور ناظر امور عامہ خدمات سرانجام دیں۔ اگست 1992ء سے مئی 2003ء تک ناظر امور خارجہ رہے اور اس کے بعد میری خلافت کے دوران میں نے ان کو پھر ناظر اعلیٰ مقرر کیا اور امیر مقامی ربوہ بھی۔ اور بڑے احسن رنگ میں انہوں نے یہ خدمت سرانجام دی۔ تقریباً بارہ تیرہ سال مجلس افتاء کے بھی ممبر رہے۔ بارہ تیرہ سال قضاء بورڈ کے بھی ممبر رہے۔ 1973ء میں ان کو اللہ تعالیٰ نے حج کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ان کا نکاح 26/دسمبر 1955ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھایا تھا۔ اور پانچ چھ مختلف نکاح تھے جو اس وقت پڑھائے اور مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ میں جو ارشاد فرمایا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ لڑکا بھی ہمارے خاندان میں سے وقف ہے۔ مرزا عزیز احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ اپنے اس بچے کو اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ چنانچہ ان کا یہ لڑکا ایم اے میں پڑھ رہا ہے۔ ابھی پاس تو نہیں ہوا (یعنی ایم اے مکمل نہیں کیا) مگر انگریزی میں ایم اے کا امتحان دے رہا ہے اور کہتے ہیں کہ انگریزی میں بڑا لائق ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ بعد میں یہ کالج میں پروفیسر کے طور پر کام کرے اور پھر باقیوں کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ ترجمانی میں بھی کام آئیں گے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 622 تا 625 خطبہ فرمودہ 26 دسمبر 1955ء)

اللہ تعالیٰ نے ان کو چھ بیٹوں سے نوازا اور چار بیٹے ان کے واقف زندگی ہیں۔۔۔ ذیلی تنظیموں میں بھی مختلف حیثیتوں سے کام کرنے کی توفیق ملی۔ 2000ء سے 2003ء تک صدر انصار اللہ پاکستان بھی رہے۔

ان کے ایک بیٹے ڈاکٹر مرزا سلطان احمد لکھتے ہیں کہ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بہت زیادہ محبت تھی۔ چند سال قبل ان کو دل کی تکلیف شروع ہوئی بلکہ کافی عرصے سے تھی لیکن آہستہ آہستہ بڑھتی رہی۔ زیادہ ہو گئی۔ یہ سفر پہ اوکاڑہ گئے ہوئے تھے وہاں سے ان کا پتا لگا تو ان کے ایک بیٹے ان کو لینے گئے۔ ڈاکٹر نوری بھی ساتھ تھے۔ یہ اُدھر سے آ رہے تھے تو راستے میں ہی ملاقات ہو گئی۔ **مرزا خورشید احمد صاحب کہنے لگے کہ سارا راستہ مَیں یہ دعا کرتا رہا کہ مَیں ربوہ پہنچ جاؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے قدموں میں جان نکلے۔ یعنی وہ بستی جہاں آپ دفن ہیں اور جو آپ نے آباد کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے عشق و محبت کی یہ کہانی تھی۔** پھر یہی لکھتے ہیں کہ جب یہ بیمار ہوئے تو بیماری میں ایک رات بڑی بے چینی سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے ابھی مَیں نے ایک لمبی خواب دیکھی ہے کہ بعض لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اعتراض کر رہے ہیں اور لوگ اس کا جواب نہیں دے رہے۔ اس وجہ سے آپ بہت پریشان تھے کہ لوگ جواب کیوں نہیں دے رہے اور پھر اسی بے چینی میں دوبارہ سوئے بھی نہیں۔ یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے

مخالفین کا بغض بہت زیادہ ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی زیادہ ہے کیونکہ مخالفین کا یہ خیال ہے اور یہ کسی حد تک درست ہے بلکہ کافی حد تک درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نظام جماعت بنایا اور مضبوط کیا ہے۔ اگر آپ نظام جماعت نہ بناتے تو جماعت مخالفین کے خیال میں ختم ہو جاتی۔ گو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے یہ تو چلنی تھی اور یہ سب کچھ ہونا تھا لیکن بہت سارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ آپ نے جماعت کو ایک مضبوط اور مربوط نظام دے دیا۔

1974ء میں جیسا کہ میں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو ٹیم بنائی تھی اس کا ایک حصہ تھے۔ ان کو وہاں خدمت کی توفیق ملی اور یہ قصر خلافت میں ہی رہتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد شاید مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد ان کو ہفتے کے بعد گھر جانے کی اجازت ملا کرتی تھی کہ سات دن بعد ایک دو گھنٹے کے لئے گھر چلے جاتے تھے۔ بچے بھی ان کو وہیں آ کر ملا کرتے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ ان ایام میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کئی راتیں سوئے نہیں بلکہ بیٹھے بیٹھے ہی آرام کر لیا کرتے تھے اور سارا دن اور ساری رات یا جماعت کے کاموں میں مصروف یا دعاؤں میں مصروف رہتے اور ساتھ ہی یہ لوگ بھی جو ڈیوٹی پر تھے پھر جاگا کرتے تھے۔

ان کے یہ بیٹے ان کی طرف سے ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ 1984ء کے پُر آشوب دَور میں یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جو ٹیم تھی اس میں بھی شامل تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب بھی ہنگامی حالات تھے، بجائے اس میں کسی قسم کا panic ہونے کے غیر معمولی طور پر ریلیکس(Relax) رہا کرتے تھے۔

آپ کو یہ بھی اعزاز رہا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ہجرت کی ہے تو ربوہ سے کراچی تک آپ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ اسی **طرح 2010ء میں جب لاہور میں 28/مئی کا واقعہ ہوا ہے تو اس وقت باوجود بیماری کے ہنگامی حالات میں ایک تو یہ کہ آپ نے بڑی ہمت سے تمام معاملات کو سنبھالا۔ پھر ہر شہید جس کا جنازہ آتا تھا اس کا گرمی کے باوجود خود جنازہ پڑھاتے تھے اور تدفین کے لئے جاتے تھے۔ اسی طرح حفظ مراتب کا ان کو بڑا خیال تھا۔** ان کے بیٹے مرزا عدیل احمد لکھتے ہیں کہ مقامی ربوہ کی رپورٹس جب ہم بھجواتے تو بعض دفعہ یا کسی دن یہ بے احتیاطی ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف (ص) لکھ دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ 'علیہ السلام' پورا لکھا گیا۔ اس پر آپ نے خاص طور پر توجہ دلائی کہ حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھا کریں۔ **نمازوں کی بہت پابندی کرتے۔ بہت مجبوری کی حالت میں نمازیں جمع کی جاتیں۔ آخری بیماری میں بھی جب ہسپتال میں داخل تھے تو سوائے چند ایک کے ساری نمازیں اپنے وقت پر الگ الگ ادا کیں۔**

آخری دنوں میں ناظر اعلیٰ تھے۔ اور ناظر اعلیٰ کی کافی ذمہ داری ہوتی ہے۔ تو وہاں کے جو معاملات ہیں ان کے بارے میں اور جماعتی کیسز کے بارے میں بڑی فکر تھی۔ ہسپتال میں بھی بار بار پوچھتے تھے کہ فلاں فلاں کیس کی کیا تاریخ ہے اور کیا اَپ ڈیٹ ہے۔ اسی طرح جو لوگ اپنی خوشیوں میں، شادیوں کے موقعوں پر بطور ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی بلاتے تھے تو ضرور جاتے تھے کہ اب یہ میرے فرائض میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ اسی طرح وفات وغیرہ پر بھی، غمی کے موقع پہ بھی لوگوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ پھر ضرورتمندوں کو بیماروں کو پوچھنے کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور باوجود بیماری کے وقت پر دفتر آنا اور پورا وقت رہنا، کام کرنا ان کا خاص شیوہ تھا۔ آخری بیماری کے دنوں میں بھی دفتر آئے تو بہت سارے لوگوں کو غیر حاضر پایا تو انہوں نے ایک سرکلر کیا کہ اگر خاکسار وقت پر دفتر آ سکتا ہے تو باقی کیوں نہیں آ سکتے۔ تنظیمی لحاظ سے، انتظامی لحاظ سے بھی جہاں پکڑنا ہوتا تھا سختی کی لیکن پیار سے سمجھانا۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر جو اسلام آباد پاکستان میں ہوئی تھی اور وہاں جنازہ پڑھایا گیا تو انہوں نے جنازہ پڑھایا کیونکہ انجمن کے یہ نمائندہ تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی وہاں موجود تھے۔ اِنہوں نے بھی ان کو یہی کہا کہ آپ پڑھائیں۔ آپ بڑے بھی ہیں لیکن خلیفہ رابعؒ نے کہا نہیں۔ اور ان کو ہی کہا کہ کیونکہ آپ انجمن کے نمائندے ہیں اس لئے جنازہ آپ پڑھائیں۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو غسل دینے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔

مکرم مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ 74ء کے جو حالات تھے ان میں یہ دو تین مہینے وہاں رہے۔ اس کے بعد جب حالات بہتر ہوئے تو پھر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو کہہ دیا کہ جاؤ گھر چلے جاؤ لیکن بعض کام جو دیا کرتے تھے ان کی روزانہ صبح ناشتے پر آکر رپورٹ دینی ہے اور یہ روزانہ بلاناغہ احکامات لے کر جاتے تھے اور اگلے دن آکے پھر اس کی تعمیل کی رپورٹ دیا کرتے تھے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد خلافت رابعہ کے انتخاب کے دوسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو اَلَیْسَ اللّٰہ کی انگوٹھی تھی وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کہیں misplace ہو گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بڑی فکر تھی۔ انہوں نے مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ **یہ میرے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفادار ہیں۔** اس لئے ان کو فرمایا کہ اس طرح یہ گم گئی ہے۔ تلاش کرو۔ اللہ کے فضل سے پھر وہ مل بھی گئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی ذمہ داری کے حوالہ سے ایک واقعہ سنانے کے بعد فرمایا: یہ احساس ہے جو ہمارے ہر عہدیدار میں پیدا ہونا چاہئے کہ کس طرح کام کرنا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ کام کے لئے بھیج دیا بلکہ جو بھی درخواست آتی ہے وہ درخواست دینے والا خود تو اس کو فالو اَپ (follow up) کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن عہدیداروں کو بھی جب تک اس پر عمل درآمد نہ ہو جائے اور شکایت دور نہ ہو جائے یا جو معاملہ ہے وہ طے نہ ہو جائے اس وقت تک اس معاملے کو دیکھنا چاہئے اور کوشش کر کے حل کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ سر سے ٹالا جائے۔ اگر ہر عہدیدار میں یہ عادت پیدا ہو جائے جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تو ہمارے بہت سے مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح مربیان اور واقفین زندگی کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ علم وسیع ہونے کے باوجود بڑی عاجزی اور نرمی تھی۔ اپنی کم علمی کا اظہار فرماتے تھے۔ جامعہ احمدیہ کے درجہ شاہد کی جب پہلی convocation ہوئی تو اس موقع پر مَیں نے ان کو نمائندہ مقرر کیا تو کہتے ہیں کہ اپنے خطاب میں انہوں نے convocation میں جامعہ کے لڑکوں کو کہا کہ مَیں تو ساری عمر مربی صاحبان اور علماء صاحبان کے ارشادات سننے کا عادی ہوں۔ ان کے سامنے میں کس طرح زبان کھول سکتا ہوں۔ لیکن پھر نصیحت فرمائی اور بہت ساری باتوں کے علاوہ ان کو کہا کہ خاکسار اتنا ہی عرض کرے گا کہ نہایت ضروری اور اشد ضروری اور سب سے ضروری امر ہے کہ جو ارشادات خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں ان کو سنا جائے، ان پر غور کیا جائے۔ ان پر جہاں تک ہمارے لئے، جماعت کے عہدیداروں کے لئے اور آپ لوگوں کے لئے جو آپ مربی بن کر جا رہے ہیں ممکن ہے اور عمل کر سکتے ہیں تو عمل کریں۔ ہم سب لوگ ان ہدایات کو حرزِ جاں بنائیں۔ ان پر عمل کرنے کی پوری طرح کوشش کریں اور یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ڈاکٹر نوری صاحب کہتے ہیں کہ مجھے کہا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت نے مجھے ہدایت دی ہے کہ کوشش کریں کہ تمام مستحق مریضوں کی مدد کیا کریں۔ اس لئے اس کو نبھانا ہمارا فرض ہے۔۔۔ پھر کہتے ہیں خلافت سے ان کو بڑا والہانہ پیار اور محبت تھی۔ طاہر ہارٹ کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ ڈاکٹر نوری صاحب لکھتے ہیں ایک مرتبہ مجھے کہا کہ نوری! طاہر ہارٹ تو خلیفۂ وقت کا ایک بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کی اس خواہش کو پورا کرے اور یہ ادارہ حقیقی معنوں میں دارالشفاء کا نمونہ بنے اور پھر انہوں نے نوری صاحب کو کہا کہ مَیں تو روزانہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کی تمام خواہشات اس کے حق میں پوری کرے۔ کہتے ہیں بیماری کے دنوں میں جب میں رپورٹ لکھ کے دیتا تھا۔ نوری صاحب ان کی رپورٹ روزانہ مجھے بھجواتے تھے۔ تو کہتے ہیں ایک دن میرا ہاتھ پکڑ کر بڑے جذباتی ہو کر کہنے لگے کہ کیا ہمارے پاس حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بیماری اور تکلیف کے علاوہ کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلافت سے جو تعلق اور محبت تھی اس کا اظہار آپ نے ایک دفعہ میری اہلیہ کے سامنے اس طرح کیا کہ جب میری اہلیہ نے انہیں کہا کہ خلیفۂ وقت کے لئے تو آپ دعائیں کرتے ہوں گے میرے لئے اور بچوں کے لئے بھی دعا کریں۔ تو کہنے لگے کہ **خلیفۂ وقت کے لئے مخصوص سجدوں میں مَیں ان کے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔** اور اس وقت جب یہ کہہ رہے تھے تو ان کی بڑی جذباتی کیفیت تھی۔ امیر اور بالا افسر کی اطاعت کا معیار بھی ان کا بہت بلند تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بیماری کے دنوں میں، سن 2000ء کی بات ہے، مَیں اور مکرم مرزا خورشید احمد صاحب یہاں لندن آئے ہوئے تھے۔ میں ان دنوں میں ناظر اعلیٰ تھا۔ کسی بات پر میرا اور ان کا تھوڑا سا اختلاف ہوا جس پر انہوں نے ذرا سختی سے میری بات کو رد کیا۔ خیر بات آئی گئی ہو گئی۔ مَیں ان سے چند دن پہلے لندن سے واپس ربوہ چلا گیا اور یہ چند دن بعد آئے اور میرے دفتر میں آئے اور آکر بڑے سنجیدہ

بیٹھے تھے۔ پھر کہنے لگے کہ مَیں معذرت کرنے آیا ہوں۔ میرے سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے۔ مَیں نے کہا کون سی غلطی مجھے تو یاد نہیں۔ کہنے لگے کہ لندن میں مَیں نے جو اختلاف کیا تھا اس میں میری آواز میں تھوڑا سا غصّہ شامل ہو گیا تھا اور یہ جو بات ہے امیر کے احترام کے خلاف ہے اس لئے مَیں معافی چاہتا ہوں اور معذرت چاہتا ہوں۔ باوجود میرے کہنے کہ کوئی بات نہیں ہے۔ معذرت ہی کرتے رہے۔ تو یہ ان کی عاجزی تھی اور امیر کا احترام تھا۔ پھر اصلاح کے پہلو جو ہیں ان کو بھی اپنے گھر سے شروع کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ دوسروں کی اصلاح کی اور اپنے بچوں کو نہیں دیکھنا۔ چند سال ہوئے مَیں نے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو ایک خط لکھا جس میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ بعض شکایات جو مجھ تک پہنچی تھیں ان کے بارے میں ان کو دور کرنے کی عمومی نصیحت کی۔ یہ خط میں نے جب پاکستان بھیجا تو پاکستان میں ان کو کہا کہ جو افراد خاندان وہاں ہیں انہیں جمع کر کے میرا یہ خط پڑھا دیں۔ جب یہ خط انہوں نے افراد خاندان کے سامنے پڑھا تو بڑے جذباتی انداز میں یہ بھی فرمایا کہ میں واضح کر دوں کہ میری اولاد بھی ان چیزوں سے پاک نہیں ہے جن کی نشاندہی کی گئی ہے اور مَیں ان کو بھی اور ان کی اولادوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ کمزوریاں ہمیں دور کرنی چاہئیں اور خلیفۂ وقت جو ہم سے توقع رکھتے ہیں اس پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

تو یہ ان کی سچائی اور تقویٰ کے معیار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو ان کی نیکیوں کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اور خلافت احمدیہ کو باوفا مخلص اور تقویٰ پر چلنے والے معاون و مددگار عطا فرمائے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ انہوں نے ان کے بارے میں جو مجھے لکھا اس میں وہ لکھتے ہیں کہ بھائی خورشید تمام عمر خلافت کے قدموں میں بیٹھ کر آخری وقت تک سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور بیشمار فضلوں اور رحمتوں کے سائے میں رکھے۔ انہوں نے تو اپنا حق پورا کر دیا۔ یہ انہوں نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ یقیناً انہوں نے اپنا حق پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے حق پورے کرنے اور نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔

☆...☆...☆

یوم مصلح موعود

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آجکل ان دنوں میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں پیشگوئی مصلح موعود کی مناسبت سے یوم مصلح موعود کے جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ 20؍فروری کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی تھی جس کی مختلف خصوصیات بیان کی گئی تھیں۔ اس بارے میں اشتہار شائع فرمایا تھا۔ یہ اشتہار 20؍فروری 1886ء کو شائع ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مناسبت سے جہاں ممکن ہے وہاں 20؍فروری کو یوم مصلح موعود منایا جاتا ہے اور جہاں اس تاریخ کو سہولت میسر نہ ہو وہاں تاریخیں آگے پیچھے کر لی جاتی ہیں۔

یوم مصلح موعود کا منایا جانا اور اس کے حوالے سے جلسے منعقد کرنا اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ وضاحت مَیں نے اس لئے کی ہے کہ بعض لوگ اور یہاں کی نئی نسل، نوجوان یا کم علم یہ سوال کرتے ہیں کہ یوم مصلح موعود جب مناتے ہیں تو پھر باقی خلفاء کے یوم پیدائش کیوں نہیں مناتے۔ ایک تو یہ بات واضح ہو کہ یہ دن حضرت مصلح موعود کی پیدائش کا دن نہیں ہے۔ آپ کی پیدائش تو 1889ء میں 12؍جنوری کو ہوئی تھی۔'' (خطبہ جمعہ 23؍فروری 2018ء)

یوم مسیح موعود

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23مارچ 1889ء کو سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس دن لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں پہلی بیعت لی گئی۔ حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو پہلی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز کُل 40؍افراد بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اسی لئے اس دن یعنی 23مارچ کو جماعت احمدیہ میں ''یوم مسیح موعود'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے 23مارچ سے قبل یکم دسمبر 1888ء کے اشتہار میں اعلان فرمایا تھا کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے اور 12؍جنوری 1889ء کے اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں آپ نے 10 شرائط بیعت شائع کیں۔

عزیزم علی گوہر منور (واقفِ نَو بعمر 5 سال) کی ایک کار حادثہ میں وفات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں عزیزم کا ذکر خیر اور واقفِ نَو ہونے کے حوالہ سے عزیزم کی والدہ کی بعض باتیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ جنوری 2018ء عزیزم علی گوہر منور کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

"نمازوں کے بعد میں ایک نماز جنازہ حاضر بھی پڑھاؤں گا جو عزیزم علی گوہر منور ابن وجیہ منور صاحب کا ہے۔ یہاں آلڈرشاٹ یُوکے کے ہیں۔ 23/ دسمبر 2017ء کو اپنی فیملی کے ساتھ جرمنی جاتے ہوئے کولن شہر کے نزدیک ان کی کار کو حادثہ پیش آگیا۔ ٹائر پھٹ گیا تھا۔ والدہ ان کی کار چلا رہی تھی۔ پانچ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ علی گوہر وقف نَو کی تحریک میں شامل تھے۔ اس کے دادا چوہدری منور حفیظ صاحب کا تعلق نارووال سے تھا۔ انہوں نے علی کا نام اپنے پڑدادا حضرت علی گوہر صاحب کے نام پر رکھا تھا جو کہ خاندان کے پہلے احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ جبکہ عزیزم علی کے نانا مکرم محمد ادریس صاحب کا تعلق حیدرآباد دکن سے ہے۔ علی کی والدہ نصرت جہاں ہمارے دفتر کی انگلش ڈاک ٹیم میں کام کرتی ہیں۔ حادثہ میں جیسا کہ میں نے کہا اس کی والدہ ہی گاڑی چلا رہی تھیں۔ نصرت جہاں کی والدہ یعنی بچے کی نانی بھی ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہیں بھی کافی چوٹیں آئی ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت و سلامتی والی زندگی دے اور ان کے والدین کو بھی۔ بچے کے والدین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماں نے خاص طور پر بڑے صبر سے اس صدمے کو برداشت کیا ہے اور بچے تو معصوم ہیں ہی۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بچوں کو فوری جنت میں لے ہی جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کو نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا جنازہ پڑھاؤں گا۔ جنازہ حاضر ہے۔ اس لئے مَیں باہر جاؤں گا اور احباب یہیں مسجد کے اندر ہی رہیں اور جنازہ میں شامل ہوں۔"

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26/ جنوری 2018ء)

عزیزم کی والدہ مکرمہ نصرت جہاں ادریس صاحبہ عزیزم کے واقفِ نَو ہونے کے حوالہ سے بعض واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں:

2012ء میں جب مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی نعمت سے نواز رہا ہے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اُسے جماعت احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ مَیں اس بات کو جانتی تھی کہ میرا اس بچے پر کوئی ذاتی حق نہیں ہے۔ مَیں صرف ایک ماں تھی جس کا اب یہ فرض تھا کہ اپنے بچے کی پرورش اس طریق پر کروں کہ وہ نیک اور قابل مسلمان بن جائے تاکہ جماعت کی بہترین خدمت کر سکے۔ 26/ اگست 2012ء کو علی کی پیدائش کے بعد وقف نو فارم جو پیدائش کے بعد پُر کرنا ہوتا ہے بھجوا دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے علی کو وقف نو نمبر موصول ہوگیا۔ الحمدللہ۔

شروع سے ہی ہم نے علی کو ایسی چیزیں سکھانی شروع کیں جو اُس کے لئے بطور واقف نَو بہت مفید ثابت ہونی تھیں۔ مثلاً عربی کے اکثر حروفِ تہجی کی پہچان اُسے چند ماہ کی عمر میں ہی ہوگئی تھی اور نصاب وقفِ نَو سے بعض دعائیں بھی پڑھنی آگئی تھیں۔ آغاز میں مجھے لگا کہ کم سنی میں نصاب سکھانا بہت مشکل کام ہے اور بچے کو نصاب یاد کروانے کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ مَیں نے دیکھا کہ کچھ محنت

باقی صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں

پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ

''خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔
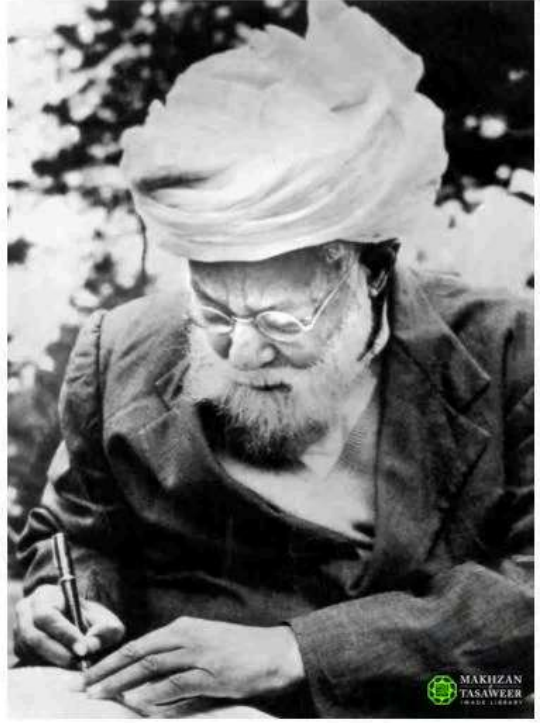
سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا''۔

☆...☆...☆

مصلح موعود والی پیشگوئی مسیح موعود والی پیشگوئی کی فرع ہے

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کا ایک پیغام جو مجلس علمی جامعہ احمدیہ کے لئے لکھا گیا اور
20 فروری 1959ء کو یوم مصلح موعود کے موقع پر مجلس علمی کے اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔

آج ربوہ میں بلکہ جہاں بھی جماعت احمدیہ قائم ہے یوم مصلح موعود منایا جارہا ہے۔ اور مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں بھی اس موقعہ پر ربوہ کے جلسہ کے لئے کوئی مختصر سا پیغام دوں۔ سو میرا پیغام یہی ہے کہ ہمارے دوست مصلح موعود والی پیشگوئی کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ حقیقت جیسا کہ اکثر لوگوں کو غلطی لگتی ہے یہ نہیں ہے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں سے ایک اہم پیشگوئی ہے۔ اور بس۔ بلکہ مصلح موعود والی پیشگوئی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اس عظیم الشان پیشگوئی کی فرع ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے نزول کے متعلق فرمائی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کی تجدید اور مسلمانوں کے احیاءِ ثانی کے لئے مثیل مسیح نازل ہو گا۔ اور اس کے ذریعہ خدا اسلام کو پھر دوبارہ غالب کرے گا۔ اور یہ غلبہ دائمی ہو گا۔ وہاں آپ نے اس پیشگوئی کے اندر شامل کر کے اور گویا اس کا حصہ بنا کر یہ الفاظ بھی فرمائے کہ: یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ ''یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد پیدا ہو گی''۔

پس آپ کا مسیح کے نزول والی پیشگوئی کے اندر شامل کر کے اور اس کا حصہ بنا کر ان الفاظ کا فرمانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مصلح موعود والی پیشگوئی مسیح موعود والی پیشگوئی کی فرع ہے نہ کہ ایک جداگانہ منفرد پیشگوئی۔ اور اس سے مراد یہ تھی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے ہاتھ سے اسلام کے دوسرے احیاء کا بیج بویا جائے گا۔ اور جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے یہ بیج اس کے زمانہ میں ایک خوبصورت کونپل کی شکل میں پھوٹے گا۔ اور اپنی نرم نرم جمالی پتیاں نکالے گا جو مسیح موعود کے ساتھ کام کرنے والے زراع یعنی کسانوں کے دلوں کو لبھائیں گی۔ مگر دشمن اس کے اٹھتے ہوئے جوبن کو دیکھ دیکھ کر دانت پیسیں گے۔ مگر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اور پھر مسیح موعودؑ کے بعد (یعنی دور او چوں شود تمام بکام) (ترجمہ: جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا۔ مدیر) اس کونپل کو ایک تناور درخت کی صورت میں ترقی دینے اور پروان چڑھانے کے لئے مصلح موعودؓ ظاہر ہو کر جلال الٰہی کے ظہور کا موجب بنے گا۔ اور اس کے وقت میں اس درخت کی شاخیں تمام دنیا میں پھیل جائیں گی اور قومیں اس سے برکت پائیں گی مگر مصلح موعود کی یہ جلالی شان مسیح موعود کی جمالی شان کی فرع ہو گی نہ کہ خدائی جلال کا کوئی مستقل اور جداگانہ جلوہ۔ کیونکہ اسلام کا یہ دور اپنی اصل کے لحاظ سے صفت احمدیت کا دور ہے۔ جو ایک جمالی صفت ہے۔

پس ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ مصلح موعود والی پیشگوئی پر غور کرتے ہوئے اس کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ مصلح موعود کا ظہور مسیح موعود کی بعثت کا تتمہ ہے۔ اور اس کے کام کی تکمیل کے لئے مقدر ہے۔ اس کے زمانہ میں اس کونپل نے ایک درخت بننا ہے۔ جس کا بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا۔ اور پھر اس درخت نے دنیا میں پھیلنا اور پھولنا ہے۔ اندریں حالات ہمارا فرض ہے کہ ہم اس درخت کی آبپاشی اور ترقی میں انتہائی کوشش اور انتہائی قربانی سے کام لیں تاکہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کا دن قریب سے قریب تر آجائے۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چار اکنافِ عالم میں گونجے۔ اور ہمارے سردار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مسلمانوں کا قدم پھر ایک اونچے مینار پر قائم ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا کا وعدہ ہے کہ: ''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد''۔ [''خوش خوش چل کہ تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔'' (ترجمہ از تذکرہ صفحہ 548۔ ایڈیشن دسمبر 2006ء مطبوعہ قادیان)]

خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس روح خدا کے حضور یہ مژدہ پیش کر سکے کہ تیرے ایک بندے اور میرے ایک نائب کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا دنیا میں سب سے اونچا لہرا رہا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

.........................(ماہنامہ خالد مارچ 1959ء)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایّام میں
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کی مصروفیات پر مشتمل ڈائری

عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس کی ذاتی ڈائری

مکرم عابد وحید خان صاحب کی ڈائریز میں سے صرف ایک مختصر انتخاب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ مکمل ڈائریز

www.alislam.org/library/topics/diary

پر دستیاب ہیں۔ آپ ان ڈائریز کو ضرور پڑھیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام خطابات اور خطبۂ جمعہ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2017ء درج ذیل لنک پر دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں۔

www.mta.tv/jalsa-salana-uk-2017

جلسہ سالانہ یوکے 2017ء کے موقع پر انتظامات کا معائنہ

23/جولائی 2017ء: جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور باقاعدہ طور پر جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیز کا آغاز حسب روایت اتوار کے روز ہوا۔اس روز صبح کے وقت حضور انور دفتری کاموں میں مصروف رہے۔ معائنہ کے لئے حضور انور تین بجکر پچیس منٹ پر مسجد فضل لندن سے روانہ ہوئے اور بیت الفتوح، جامعہ احمدیہ اور بالآخر حدیقۃ المہدی تینوں مقامات کا معائنہ فرمایا۔ جامعہ احمدیہ میں معائنہ کے دوران موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جامعہ میں ڈیوٹی دینے والے رضاکاران نے کئی چھتریاں تیار رکھی ہوئی تھیں جو ہماری آمد پر ہمیں دے دی گئیں۔ لیکن بارش اتنی تیز تھی کہ چھتریوں سے شاذ ہی کوئی فرق پڑا۔ان حالات کے باوجود تیز بارش حضور انور کو معائنہ سے نہ روک سکی۔ چنانچہ حضور انور نے اپنی شلوار چند اِنچ (inch) اونچی کر کے معائنہ جاری رکھا اور جامعہ احمدیہ کے بیرونی احاطہ میں پیدل انتظامات کا معائنہ فرمایا حتی کہ جامعہ احمدیہ کی

عمارت میں داخل ہوئے جہاں متعدد عرب مہمانوں نے نعرے بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ جامعہ میں انتظامات کا معائنہ جب اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا تو چند نوجوان مربیانِ سلسلہ ایک قطار میں حضور انور کی روانگی سے قبل ہاتھ ہلا کر الوداع کر رہے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

'آپ کو ہاتھ کے اشارہ سے ہی نہیں بلکہ سلام کہنا بھی چاہئے۔'

سوموار 24/جولائی 2017ء کو سہ پہر معمول کے مطابق مَیں حضور انور سے ملاقات کے لئے گیا۔ دفتر میں داخل ہوتے وقت مَیں نے دیکھا کہ حضور انور ایک A4 سائز کے کاغذ پر جو horizontally میز پر رکھا ہوا تھا کچھ تحریر فرما رہے تھے۔ مَیں دیکھتے ساتھ ہی بھانپ گیا کہ حضور انور جلسہ سالانہ کا کوئی خطاب رقم فرما رہے ہیں چنانچہ مَیں خاموشی سے اپنا سَر جھکا کر بیٹھا رہا تا کہ کسی حال میں بھی حضور انور کے کام میں خلل کا باعث نہ بنوں۔ حضور سطر بسطر تحریر فرما رہے تھے اور مَیں اس دوران سوچ رہا تھا کہ یہ ایک ایسا لمحہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کے دل میں باتیں ڈال رہا ہے اور خلیفۂ وقت کی رہنمائی کر رہا ہے۔

حضور انور نے مجھ سے ایک دن قبل جلسہ سالانہ کے معائنہ کے بارہ میں استفسار فرمایا۔ مَیں نے حضور انور سے عرض کی کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ حدیقۃ المہدی میں آمد پر بارش رُک گئی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

'اگر بارش نہ رُکتی تب بھی کوئی حرج نہیں تھا۔ مَیں بارش میں بھی معائنہ جاری رکھتا۔ تھوڑی سی بارش ہمیں ہمارے کاموں سے کیوں روکے؟'

حضور انور کی اپنے غلاموں کو تسلّی اور شفقت کا سلوک

اُسی روز سہ پہر مَیں کینیڈا سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان مربیٔ سلسلہ امتیاز احمد سے ملا جسے گزشتہ چند سالوں سے Ottawa میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اس نے بتایا کہ حال میں ہی اُسے گھر کے فون پر دو کالز آئی ہیں جن میں کسی نے اُسے قتل کئے جانے کی دھمکیاں دی ہیں۔ دھمکیاں دینے والے نے اپنے ارادہ کی وجہ یہ بتائی ہے کہ افغانستان میں اُس کا بھائی مارا گیا ہے۔ اور اُس نے اُس کا بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

امتیاز صاحب نے کہا کہ مَیں نے حضور انور کو اِن دھمکیوں کے بارہ میں بتایا تھا اور حضور انور نے حسب معمول بہت توجہ سے میری بات سنی اور پھر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے انتہائی خوبصورت انداز میں میری تقرری کسی اَور شہر میں ہونے اور اب انشاء اللہ محفوظ ہونے کا ذکر فرما کر ماحول کو خوشگوار کر دیا۔ اس بات کے دوران حضور انور مسکرا رہے تھے۔ میری اہلیہ اور مَیں ہم دونوں مسکرائے اور حضور انور کے پُر شفقت انداز سے لطف اندوز ہوئے اور بہت اطمینان محسوس کیا۔

---

25 جولائی منگل کا دن آن پہنچا۔ میری فکر بڑھی کیونکہ جلسہ سالانہ کی کوریج کے لئے میڈیا کی ابھی تک توجہ بہت کم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے شعبہ "پریس اینڈ میڈیا آفس" کی ٹیم میں امسال اضافہ ہوا ہے اور گزشتہ کئی مہینوں سے ہماری ٹیم مستعدی سے صحافیوں اور مختلف میڈیا کی تنظیموں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہماری ٹیم نے کئی گھنٹے اس کام کے لئے صَرف کئے تھے۔ جلسہ سالانہ کے قریب پہنچ کر بھی اچھے نتائج ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے مایوسی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اس لئے اُس روز سہ پہر ملاقات کے دوران مَیں نے حضور انور سے اپنی مساعی کے مثبت نتائج کے لئے دعا کی درخواست کی اور حضور انور کو بتایا کہ ابھی تک میڈیا

کی طرف سے جلسہ سالانہ کی کوریج کے لئے زیادہ مثبت جوابات موصول نہیں ہوئے۔ حضور انور نے فرمایا:

'فکر مت کرو۔30سے زائد صحافی بیرون ملک سے آرہے ہیں۔اس لئے اگر مقامی میڈیا کوریج دینے سے ہچکچا رہا ہے تو بیرون ملک والا میڈیا جلسہ سالانہ کی کوریج دے دے گا۔'

بعض میڈیا outlets نے اس لئے عدم توجہ کا اظہار کیا کہ جلسہ سالانہ ہر سال منعقد ہوتا ہے اور گزشتہ سالوں میں وہ دعوت ملنے پر شامل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ سوال کرتے تھے کہ اس سال کیا چیز نئی ہے؟ اور کیا امسال شامل ہونے کے لئے کوئی خاص وجہ ہے؟جب مَیں نے یہ بات حضورانور سے کی تو حضور انور نے فرمایا:

'تم صحافیوں کو کہو کہ اگر وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام واقعی ایک انتہا پسند اور دہشتگردی کا مذہب ہے تو انہیں جلسہ پر آنا چاہئے۔ اگر وہ اس حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں تو اس کی کوریج دینا اُن کی ذمہ داری ہے۔ تم یہ اُن کے سر ڈالو!'

پھر حضور انور مسکرائے اور فرمایا:

'تم انہیں یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ امسال جلسہ سالانہ پر نئی چیزیں بھی ہوں گی اور ان نئی چیزوں کو معلوم کرنے کے لئے شامل ہونا ضروری ہے۔تم انہیں پہلے سے ہی تمام باتوں سے آگاہ نہ کرو بلکہ صحافیوں کو تجسس میں ڈالنے کی کوشش کرو تاکہ اُن میں اشتیاق پیدا ہو۔'

....

گزشتہ کچھ ہفتوں سے میری دوستی جامعہ احمدیہ کینیڈا سے تعلق رکھنے والے ایک طالب علم سے ہوگئی تھی۔ چنانچہ ایک دن گفتگو کے دوران اُس نے بتایا کہ جامعہ احمدیہ میں اُسے کچھ مشکلات کا سامنا ہے جو مسلسل جاری ہیں اور اُس نے ارادہ کیا تھا کہ ملاقات کے دوران حضور انور سے ان مشکلات کے بارہ میں رہنمائی حاصل کرے گا۔ لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ شکایت لگائے اور خلیفۂ وقت پر مزید بوجھ پڑے اس لئے اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اُس نوجوان طالب علم نے بتایا کہ جب وہ ملاقات کے لئے گیا تو اپنے ارادہ کو ترک کرنے کی وجہ سے دل شکستگی محسوس کر رہا تھا۔ تاہم وہ ہکّابکّا رہ گیا جب حضور نے خود اس بات کا ذکر فرمایا کہ

'مجھے معلوم ہے کہ تمہیں جامعہ میں کچھ مشکلات کا سامنا ہے لیکن فکر مت کرو مَیں تمہارے جیسے نوجوان مربیان کے لئے دعا کرتا ہوں۔'

....

حضور انور کی طرف سے تحفہ

26/جولائی کی شام کو مَیں بہت خوش تھا کیونکہ ملاقات کے دوران حضور انور نے مجھے کچھ chocolates ساتھ لے جانے کے لئے دی تھیں۔ حضور انور نے جب مجھے وہ packet دیا تو فرمایا:

'مجھے امید ہے کہ تُم بُرا نہیں مانوگے کہ مَیں نے packet کھول کر اُس میں سے ایک چاکلیٹ چکھی ہے۔'

حضور انور کی عاجزی اور انکساری بار بار انسان کو شرمندہ اور حیران کر دیتی ہے۔ حضور انور کی اس بات پر مَیں نے کہا: 'حضور، اس بات کا علم ہونا کہ آپ نے ان chocolates میں سے چکّھا ہے اِن چاکلیٹز کو میرے لئے زیادہ خاص کر دیتا ہے۔' مَیں حضور انور کے دفتر سے باہر آیا اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں خدمت کرنے والے ایک سٹاف ممبر نے مجھے ایک ڈبّہ دیا (جو اُن chocolates کے علاوہ تھا) اور کہا کہ یہ حضور انور کی طرف سے آپ کے لئے ایک تحفہ ہے۔ مَیں اس تحفہ کو اپنی گاڑی میں لے گیا۔ مجھے بہت تجسس تھا کہ اس ڈبّہ میں کیا ہے۔ اس لئے میں نے گھر جانے سے قبل ہی گاڑی میں ڈبّہ کھول لیا۔

مَیں جو سمجھا وہ نہیں تھا

اس ڈبّہ کے اندر ایک عربی پرفیوم کی بوتل تھی جس کی خوشبو بہت اچھی تھی۔ اس کے علاوہ کچھ گولائی صورت میں balls تھے جو سنہری کاغذ میں لپٹے ہوئے تھے۔ مَیں ان balls کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ مَیں کئی گھنٹوں سے بھوکا تھا اور مجھے لگا کہ یہ Ferrero Rocher چاکلیٹ ہے۔ بلا توقف مَیں نے ایک ball کا کاغذ اُتارا اور اُس میں سے ایک بڑا سا نوالہ لیا۔ تاہم اُس نے میری ابکائی آنے والی حالت کر دی کیونکہ اس کا ذائقہ بہت کڑوا تھا اور اس کی بناوٹ ریگی powder کی طرح تھی نہ کہ چاکلیٹ کی طرح۔ مَیں اُس وقت سمجھ گیا کہ یہ کوئی کھانے والی چیز نہیں تھی اور فوراً اُسے تھوک دیا۔ تب مَیں نے اس کے کاغذ پر مندرج ترکیب کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دُھونی تھی جسے کوئلوں سے گرم کیا جاتا ہے تاکہ اس میں سے اچھی خوشبو آئے۔ شکر ہے کہ میرے پاس حضور انور کی عطا کردہ اصلی chocolate بھی تھی جسے کھا کر مَیں نے اپنا کوڑا ذائقہ دُور کرنے کی کوشش کی۔ بہر حال مَیں حضور انور کا بہت شکر گزار تھا کہ انتہائی مصروفیت کے باوجود حضور انور نے مجھے یاد رکھا۔ اس لئے مَیں نے اس روز شام کو حضور انور کو شکریہ کا پیغام بھجوایا اور حضور انور کو آگاہ کیا کہ میں غلطی سے دُھونی کو چاکلیٹ سمجھ بیٹھا۔

اگلے روز 27/جولائی 2017ء یعنی جلسہ سالانہ سے ایک دن قبل جب میں سہ پہر ملاقات کے لئے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو مجھے نظر آیا کہ حضور جلسہ سالانہ کے کسی خطاب کی تیاری میں انتہائی مصروف تھے۔ اس کے باوجود جونہی میں داخل ہوا حضور انور نے کام کرنا چھوڑ دیا اور میری طرف دیکھ کر فرمایا:

'عابد! صرف تُم ہی دُھونی کھا سکتے تھے۔ جب میں نے wrapper دیکھا تو مجھے بھی لگا کہ یہ Ferrero Rocher ہے لیکن جب اُسے کھولا تو اُس کی شکل چاکلیٹ سے بالکل مختلف تھی۔ کسی نئی چیز کے استعمال سے

قبل یا کسی نئی چیز کے کھانے سے قبل تمہیں ہمیشہ غور سے پڑھ لینا چاہئے کہ اس میں کیا ہے یا وہ کیا چیز ہے۔ اب تمہیں ہومیو پیتھی Nux Vom-ica لینی چاہئے کیونکہ دھونی کھانا خطرناک اور زہریلا ہو سکتا ہے۔'

اس کے بعد حضور انور مسکرائے اور اُردو میں ایک ضرب المثل استعمال کی جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اَوقات پڑھے لکھے لوگ بھی انتہائی جاہلانہ کام کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ جب حضور انور نے یہ بات کہی تو مجھے خوشی ہوئی کیونکہ حضور نے مجھے پڑھے لکھے لوگوں میں شامل فرمایا۔ حالانکہ ساتھ ہی میرا شمار جاہل لوگوں میں بھی ہو رہا تھا۔

میڈیا کے ساتھ ملاقات

دوپہر کے وقفہ میں اور بعد میں جلسہ سالانہ کے وقفوں میں، مَیں نے زیادہ سے زیادہ وقت Press &Media آفس میں گزارا اور بعض صحافیوں سے ملا جو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہماری پریس اینڈ میڈیا کی نمائش میں کئی چیزوں کے علاوہ ایک ٹی وی سکرین بھی لگی ہوئی تھی جس پر حضور انور کے خطابات کی مختلف جھلکیاں دکھائی جارہی تھیں۔

☆... ایک مسلمان خاتون صحافی نے بہت سا وقت حضور انور کے خطابات پر مشتمل اِن جھلکیوں کو دیکھنے پر لگایا، مختلف احمدیوں سے بات کی اور ہماری تعلیم کے بارہ میں سیکھا۔ اپنے وزٹ کے اختتام پر اُس نے ہمیں بتایا کہ جلسہ سالانہ کے تجربہ نے اُس پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ تجربہ اُس کے دل اور اُس کے ذہن پر اس قدر اثرانداز ہوا ہے کہ وہ اب احمدیت قبول کرنے کا سوچ رہی ہے اور اُس نے 'شرائط بیعت' والی کتاب لے لی ہے تاکہ وہ اس کا مطالعہ کرلے۔

☆... حال ہی میں اپنے کیریئر کا آغاز کرنے والی ایک اَور خاتون صحافی نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ایک عورت اور ایک مہمان ہونے کی حیثیت سے میرے ساتھ انتہائی عزت اور شفقت کا سلوک کیا گیا ہے۔ اور مجھے اس بات کو محسوس کرنے پر مجبور کیا گیا ہے کہ میری اس جلسہ میں شمولیت بہت اہمیت کی حامل ہے باوجود اس کے کہ مَیں ابھی کوئی مشہور صحافی نہیں ہوں۔ میزبانوں کے اچھے سلوک کی وجہ سے مجھے یوں لگا کہ مَیں ایک اہم مہمان ہوں اور میزبانوں کی فیملی کا ایک حصہ ہوں۔

عابد صاحب لکھتے ہیں: جب میں نے پریس اینڈ میڈیا آفس میں خدمت کا آغاز کیا تو میرا خیال تھا کہ ہمیں مرکزی میڈیا سے روابط قائم

کرنے کو ہدف بنانا چاہئے یا اُن صحافیوں سے رابطہ میں رہنا چاہئے جو زیادہ اثر پیدا کر سکتے ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد میری اس کوشش کو دیکھتے ہوئے حضور انور نے مجھ سے ایک ایسی بات کی جو میرے لئے بہت سبق آموز تھی اور اُس وقت سے میں اس سے فائدہ اُٹھا رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا:

'مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ایک صحافی کی پہنچ 25 ملین ہے یا 25 ہزار، ہمیں ان سب سے رابطہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہمارا پیغام چند ہزار لوگوں تک ہی پہنچتا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے اس لئے چھوٹے outlets کو نظر انداز نہ کرو۔ اگر کسی صحافی کی کوئی بھی پہنچ نہیں تو پھر بھی اُس نے کم از کم اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھا ہو گا۔'

یہ بات حضور انور نے کئی سال قبل مجھ سے کی تھی اور میرے خیالات پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ مَیں اس ہدایت پر عمل کر رہا ہوں اور مَیں نے اس میں بہت بڑی حکمت دیکھی ہے۔

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس

جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس سے قبل حضور انور نے 4 بجکر 25 منٹ پر لوائے احمدیت لہرایا۔ پہلے اجلاس کے خطاب میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کی روشنی میں افراد جماعت کو اپنی اصلاح کرنے اور اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی تلقین کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی اور سچّا پیار بے نفس اور شفاف ہوتا ہے اور جن لوگوں کا ایسا پیار ہوتا ہے وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے پیار اور اُس کی رضا کی خاطر اُس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں نہ کہ اُس سے اجر پانے کی خاطر۔ حضور انور نے اس کے برعکس انتہا پسندوں اور دہشتگردوں کی مثال دی جو اسلام کے نام پر انتہائی ظالمانہ حرکات کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے اس محبت کے فلسفہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نام نہاد علماء نے جو جہاد کے نام پر ایک طبقے کو ظلم و بربریت کی طرف لگا دیا ہے یہ اسی وجہ سے ہے کہ نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور نہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اس کی مخلوق سے محبت کی۔"

خطاب کے آخر پر حضور انور نے افراد جماعت کو مخاطب ہوتے ہوئے دعا کی کہ:

"ہم اسلام کی تعلیم کا حقیقی نمونہ بننے والے ہوں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والے اور ان کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔"

ایک پریشانی کا ازالہ

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز حضور انور نے بعد دوپہر کے اجلاس میں گزشتہ سال میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش پر مشتمل رپورٹ پیش فرمائی۔ اس میں حضور انور نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا قیام 210 ممالک میں ہو چکا ہے۔

دنیا کے کُل ممالک کی تعداد کا معاملہ کچھ متنازع ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں بعض لوگوں نے مجھ سے اس بارہ میں پوچھا ہے اور سب نے کہا کہ United Nations کے مطابق دنیا کے 200 سے کم ممالک ہیں لیکن اس کے باوجود جماعت کا قیام 200 ممالک سے تجاوز کر گیا ہے۔ جب مَیں نے جلسہ سالانہ کے بعد حضور انور سے اس بات کا ذکر کیا تو حضور انور مسکرائے اور ڈاک ملاحظہ فرماتے ہوئے ساتھ ساتھ فرمایا:

'ہم کوئی سیاسی جماعت نہیں ہیں جو بعض ممالک کو 'باضابطہ طور پر پہچانتی ہو' اور بعض کو بلاضابطہ۔ دنیا کے بہت سے جزیرے ہیں جو اپنے آپ کو آزاد ملک شمار کرتے ہیں لیکن UN یا سرکاری ایجنسیوں کے مطابق وہ آزاد نہیں ہیں۔'

بعد ازاں حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمانے سے توقف فرمایا۔ اور اپنا IPad نکالا جو حضور کے عقب میں الماری پر پڑا ہوا تھا۔ حضور انور نے Google کھولا اور ?Howmanycountriesarethereintheworld ٹائپ کیا۔

جب حضور Google کے نتائج ملاحظہ فرما رہے تھے تو مَیں حضور کے عقب میں کھڑا تھا۔ حضور نے مجھے UN کی 'آفیشل فہرست' دکھائی اور ساتھ ہی دکھایا کہ اس کے علاوہ درجن یا اس سے بھی زیادہ جزیرے اور خطّے ہیں جو اپنے آپ کو ملک تصور کرتے ہیں حالانکہ انہیں باضابطہ طور پر یہ پہچان نہیں دی گئی۔ حضور انور نے فرمایا:

'اب تم یہ معاملہ اُن لوگوں کو سمجھا سکتے ہو جو تم سے یہ سوال کرتے ہیں۔ اگر تم اگلے سال کے جلسہ سالانہ یوکے سے پہلے مجھے یہ بات یاد کرا دو تو مَیں انشاء اللہ اس بات کو بھی اپنی رپورٹ میں واضح کر دوں گا۔'

(واقفین نو) والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے لئے دعاؤں میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں تو یہ ایک خصوصیت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 اکتوبر 2016ء

فرینکفرٹ جرمنی میں واقفین نَو اطفال و خدام کی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ساتھ کلاس 31/ مئی 2015ء بروز اتوار

قسط نمبر 3۔(آخری)

۞...ایک واقف نو نے سوال کیا کہ احمدی بچوں کو smartphone لینے کی اجازت ہے؟

تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: احمدی بچوں کو smartphone لینے کی اجازت اس شرط پر ہے اگر ان کا غلط استعمال نہیں کرتے اور تمہارے امّاں ابّا بھی اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر تم سارا دن chat کرتے رہو اور دیکھتے رہو اور غلط قسم کی applica-tions اس کے اندر ڈال لو اور پھر بجائے نیک آدمی بننے کے فضول قسم کی باتیں سیکھتے رہو۔ تو میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن تمہاری یہ حالت دیکھ کے ہی تمہارے امّاں ابّا فیصلہ کریں گے کہ تمہیں دینا چاہئے کہ نہیں۔ تم میرے سے اصولی اجازت لے کے اپنے امّاں ابّا کو نہ کہہ دینا جا کے کہ اجازت مل گئی۔

۞...ایک واقف نو طفل نے سوال کیا کہ Facebook استعمال کرنا منع کیوں ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ شریعت میں تو منع نہیں۔ میں نے اس لئے منع کیا تھا کہ آجکل کی Facebook میں لوگ برائیوں میں زیادہ پڑ جاتے ہیں اور اچھائیاں کم ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ نے Facebook بنائی ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ کا alislam کے اوپر Facebook بھی ہے۔ جماعت احمدیہ کی دوسری ذیلی تنظیمیں ہیں انہوں نے Facebook بنائی ہوئی ہیں۔ بعض انفرادی لوگوں نے دو چار نے اکٹھے ہو کر اپنی Facebook بنائی ہوئی ہے جس سے وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ تو یہ حرام نہیں ہے، لیکن ہوش و حواس سے اس کا استعمال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک حد تک احتیاط کی جائے۔ جب تمہیں عقل آجائے تو تب اس میں جاؤ، کیونکہ Facebook کے ذریعہ سے بہت ساری برائیاں پھیل رہی ہیں۔ Facebook کے ذریعہ سے بعض لڑکوں کو بعض لوگوں نے غلط کاموں میں ڈال دیا ہے۔ بعض لڑکیوں سے غلط کام کروالئے۔ پھر ان کو black-mail کرتے ہیں پھر ان کو غلط رستوں پر چلاتے ہیں، جماعت سے ان کو دور ہٹاتے ہیں۔ ابھی تمہارا علم جماعت کا اتنا نہیں ہے۔ پہلے جماعت کے بارے میں پورا علم حاصل کرو۔ پھر کسی مذہبی Facebook پر جاؤ۔ پھر دنیاداری کا علم جو ہے اس میں بھی تمہاری اتنی عقل ہو کہ Facebook پہ جو بعض سوال اٹھتے ہیں۔ ان کا جواب دے سکو۔ ابھی تم سوال کا جواب نہیں دے سکتے اور تمہارے امّاں ابّا بھی اگر تمہیں اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے تو تم سمجھو گے Facebook والا جو تمہیں approach کر رہا ہے وہ صحیح ہے، حالانکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کی تحقیق کرو، جماعت کے کسی پڑھے لکھے آدمی سے کسی عالم سے پوچھو، مربی صاحب سے رجوع کرو، اپنے incharge سے پوچھو۔ تو Facebook میں بہت ساری ایسی باتیں آجاتی ہیں جن سے برائیاں پھیلنے کا خیال ہے اور برائیاں پھیلتی ہیں۔ یورپ میں بہت سارے لوگ ایسے بھی ہیں اور امریکہ میں بھی ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ہمیں Facebook نے غلط کاموں میں ڈال دیا۔ اس لئے میں نے کہا تھا اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تمہاری عمر ابھی نہیں ہے۔ ہاں اگر Facebook میں جانا ہے تو جو جماعتی Face-book ہیں ان پر جاؤ۔

۞...ایک بچے نے عرض کیا کہ میں نے پوچھنا ہے کہ اگر کوئی جرمن یا کوئی دوسرا ہم سے پوچھے کہ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے تو ہم ان کو کیسے بتائیں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھو پہلی بات تو یہ ہے کہ سب سے بڑا زندہ ثبوت ہمارے پاس

یہ ہے کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ قرآن کریم اپنی original شکل میں محفوظ رہے گا۔ چودہ سو، پندرہ سو سال ہو گئے اور یہ محفوظ رہا۔ تورات اور دوسری کتب ، انجیل اور بائبل اور دوسرے صحیفے جو مختلف انبیاء پر اترے وہ ایک حد تک ، جب تک اُن کی تعلیم کی ضرورت تھی، محفوظ رہے۔ اُس کے بعد بگڑ گئے۔ بائبل بھی بگڑ گئی تھی، تورات بھی بگڑ گئی تھی، تبھی تو یہودی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عمل نہیں کرتے تھے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ دعویٰ کہ یہ ہمیشہ محفوظ رہے گا تو یہ آج تک محفوظ ہے۔ تمہارے پاس print کی صورت میں، کتاب کی صورت میں محفوظ ہے۔ بہت سارے حافظ قرآن ہیں، قرآن کریم حفظ کر لیتے ہیں، ہزاروں لاکھوں حافظِ قرآن اسلام میں ہیں جنہوں نے حفظ کیا ہوا ہے، اُن کے سینوں میں محفوظ ہے۔ پھر ہم پانچ نمازوں میں اس کی آیتیں پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم کے ذریعہ جو شریعت اُتری وہ سچی شریعت ہے اور دعویٰ ہے کہ ہمیشہ محفوظ رہے گی تو محفوظ رہی۔ تو ایک بہت بڑی دلیل یہی ہے۔ پھر اسلام کے revival کے لئے اس کے نئے سرے سے اس کو جاری رکھنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی، اُس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام آگئے۔ اُنہوں نے دعویٰ کیا۔ اور جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے کام اسلام کی ترقی کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور جو دوسرے لوگ ہیں وہ اسلام کی تعلیم پہ عمل کرتے ہوئے اپنے مشن کو آگے نہیں پھیلا رہے۔ مثلاً عیسائیت تھی، ایک زمانہ میں اگر پھیلی بھی، تو وہ صرف لوگوں کے مزاج کے مطابق اپنی تعلیم کو ڈھالتی رہی، افریقہ میں اَور ذریعہ سے تعلیم دی جارہی ہے، یورپ میں اَور طریقہ سے دی جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس مذہب کو لوگ چھوڑ بھی رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے کی طرف آرہے ہیں، اور اللہ کے فضل سے ہزاروں لاکھوں لوگ ہر سال احمدی مسلمان بھی بنتے ہیں۔ تو یہ موٹی موٹی باتیں بتادیں، یہ سچائی کی دلیلیں ہیں۔ پھر دعائیں قبول ہوتی ہیں، خدا تعالیٰ احمدیوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ تمہاری دعا قبول ہوئی کبھی؟ اس پر بچے نے سر ہلایا۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس یہ بھی پھر سچائی ہے۔ بہت ساری دلیلیں دیا کرو اور اپنی قبولیت دعا کی دلیل بھی دو۔

۞...ایک بچے نے یہ سوال کیا کہ حضور نے ایک خطبہ میں اطفال الاحمدیہ کو Mobile رکھنے سے منع کیا کہ یہ ہمارے لئے اس لئے منع ہے کیونکہ ہم کوئی business نہیں کرتے نہ کوئی کام کرتے ہیں جس کے لئے ہمیں فون کی ضرورت پڑے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جب کوئی خادم بن جاتا ہے، پندرہ سال کا ہوتا ہے تو وہ لے سکتا ہے۔ تو میرا سوال ہے کہ جب کوئی طفل پندرہ سال کا ہو جائے تو اُس کو Mobile لینے کی اجازت ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ mobile کوئی گناہ تو نہیں ہے، اگر ضرورت ہے ، بعض ماں باپ بڑے وہمی ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہمارے بچوں سے ہمارا رابطہ رہے، وہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں لے دیتے ہیں، اگر تو تم اُس کا غلط استعمال نہیں کر رہے اور آج کل کے جو Mobile آئے ہوئے ہیں cellphone آئے ہوئے ہیں Iphone ہے یا وہ جو اُس نے نام لیا تھا سمارٹ فون اور جو دوسرے ، Samsung وغیرہ کے جتنے فون ہیں Android وغیرہ ، اُن پہ دوسری applications بھی آجاتی ہیں، غلط باتیں بھی آجاتی ہیں، اگر تو تم اُن کو نیک کاموں کے لئے استعمال کرتے ہو تو میں نے جیسے پہلے بھی بتایا، تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اپنے ماں باپ سے رابطے کے لئے استعمال کرتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اپنے دوستوں سے اپنی study کی بات پوچھنے کے لئے text کرتے ہو یا رابطہ رکھتے ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر تم بجائے نیک کام کرنے کے، غلط applications اور سارا دن اس کی کسی game کے پیچھے لگے رہو اور نمازیں بھی چھوڑ دیں اور سارا دن ایسی غلط فلمیں دیکھنے لگ گئے جس سے تمہارے اخلاق خراب ہونے لگیں، تو پھر حرج ہے۔ اس لئے یہ نہ چودہ پندرہ سال کی عمر کا سوال ہے نہ اٹھارہ بیس سال کی عمر کا سوال ہے، اگر اس کا غلط استعمال ہے تو وہ بڑے کے لئے بھی غلط ہے اور چھوٹے کے لئے بھی غلط ہے، لیکن کیونکہ چھوٹے کو عقل نہیں ہوتی، اس لئے وہ جلدی لوگوں کی باتوں میں آکے غلط کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اگر تمہارے میں عقل ہے تو بیشک کرو۔ یہ تمہارے اماں ابا تمہیں لے کے دیں گے لیکن مہنگا بھی آتا ہے۔

حضور نے استفسار فرمایا: کتنے کا آجاتا ہے Iphone؟ (واقف نو طالب علم نے عرض کی: دو سو یورو کا)

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب اماں ابا تمہارے پر دو سو یورو خرچ کریں گے تو تبھی ملے گا۔

۞...ایک واقف نو طالب علم نے عرض کی کہ ایک دعا کی درخواست ہے کہ میرے ماموں Malaysia میں رہتے ہیں کہ اُن کا

کیس جلدی سے پاس ہو جائے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی سب کا بھی ہو جائے، صرف تمہارے ماموں کا کیوں ہو؟

❁...ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ جب آپ حضور بنے تھے آپ کو کیسا feel ہوا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس ایسا feel ہوا جیسے مجھ پر کسی نے پہاڑ لاد دیا ہو۔

❁...ایک بچے نے سوال کیا کہ جو شہید ہوتے ہیں اُن کو اُنہی کپڑوں میں کیوں دفنا دیا جاتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کس نے کہا ہے؟ بعض دفعہ ایسا موقعہ ہوتا ہے کہ جنگوں میں جو شہداء ہوتے تھے، اُس وقت ان کے کفن دفن کے لئے کوئی چیز نہیں ہوتی، اور نعشوں کے خراب ہونے کا خطرہ ہوتا تھا۔ اِس لئے اُن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت جس کپڑے میں وہ ہوتے تھے دفنا دیتے تھے، بلکہ اُن کی تو ایسی حالت ہوتی تھی کہ کپڑے بھی اُن کے پاس پورے نہیں ہوتے تھے، اگر سر کو ڈھانکتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے، پاؤں ڈھانکتے تھے سر ننگا ہو جاتا تھا۔ پس جب اس طرح حالت ہو کہ نعش خراب ہونے کا خطرہ ہو تو نہلائے بغیر اُسے دفن کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کسی شہید کی ایسی حالت نہیں ہے، اور اس کو نہلایا جا سکتا ہے تو پھر اس کو نہلایا بھی جاتا ہے اور کفنایا بھی جاتا ہے۔

❁...ایک بچے نے سوال کیا کہ جب ہم ٹرین میں سفر کرتے ہیں تو اور بھی لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس pets ہوتے ہیں تو اگر اُن کا pet ہمارے کپڑوں سے لگ کے گزرے تو اُنہی کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل تو وہ اپنے pet کو shampoo کرا کرا کے اتنا صاف کر دیتے ہیں کہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ صاف وہ pet ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر کپڑے بدلنے کا موقع ہو تو بدل لئے لیکن اس بہانے سے نماز چھوڑی نہیں جا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے پاس بڑے بڑے بکریوں کے ریوڑ ہوتے تھے، اور اُن کی نگرانی کے لئے اُنہوں نے shepherd جو کتے ہوتے ہیں رکھے ہوتے تھے، اُس زمانہ میں بھی کتے ہوتے تھے اور کتوں کو رکھا ہوتا تھا تا کہ بکریوں کو ریوڑ کو ایک جگہ contain کر کے رکھیں۔ تو وہ جو ریوڑ کی رکھوالی کرنے والے صحابہ تھے وہ سارا دن پھرتے تھے کتے بھی اُن کے ساتھ رہتے تھے، اُن کے کپڑوں سے touch بھی کرتے ہوں گے، وہ صحابہ آتے تھے اور پھر مسجد نبوی میں نماز پڑھ کے بھی چلے جاتے تھے۔ وہ کپڑے بدل کے اور نہا دھو کے تو نہیں نہ آیا کرتے تھے۔ یہ تو نماز نہ پڑھنے کے بہانے ہیں۔ اگر لگ جائے تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ایک کتّے کے اوپر ہی مسلمانوں کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ بلّی کو سارا دن چومتے رہتے ہیں۔ یہ بلّیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ پرندے بھی ہو سکتے ہیں۔ کتوں کی بات کر رہے ہو تو اگر ساتھ لگ گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، تم آرام سے نماز پڑھ سکتے ہو اور پھر بعد میں اگر تمہیں زیادہ کراہت آتی ہے تو جا کے کسی وقت کپڑے بدل لو، لیکن نماز کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض ہمارے ہاں پاکستان میں رواج ہے کہ کالے کتّے کو ہاتھ لگ گیا تو جب تک سات دفعہ ہاتھ نہ دھو لو تو اُس وقت تک تمہارے ہاتھ پاک نہیں ہوتے۔ ایک عورت ربوہ میں آئی، غیر احمدی دودھ دینے والی عورتیں اور مرد ارد گرد کے گاؤں سے آیا کرتے ہیں۔ کسی کے گھر میں یہ کتا رکھا ہوا تھا۔ اُس کا ہاتھ لگ گیا یا کتے نے اُس کا ہاتھ چاٹ لیا تو اُس نے ایک دفعہ صابن سے ہاتھ دھویا۔ اور ختم ہو گیا۔ تو وہ کہنے لگی۔ ہے ہے تم تو کافر ہو گئے، ہاتھ کو سات دفعہ دھونا چاہئے تھا تمہیں کتّے کی زبان لگ گئی ہے۔ اور ناپاک ہو گئے تم، پلید ہو گئے، دور ہو جاؤ، میں تمہیں آئندہ سے دودھ بھی نہیں دوں گی، تو یہ حالت ہو جاتی ہے اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں تو کسی کام کے لئے اتنا زیادہ مبالغہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔

❁...ایک واقفِ نو بچے نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کب مسلمانوں پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ حکم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا بلکہ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر پانچ نمازوں کا حکم ہے بلکہ ان کے اوقات بھی بتائے گئے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت سے ہمیں بتایا کہ یہ پانچ نمازیں کیسے اور کس وقت ادا کی جائیں۔ ایک حدیث بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ مغرب اوّل وقت میں ادا فرمائی اور دوسرے وقت میں آخری وقت میں ادا فرمائی۔ اسی طرح عشاء، فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں بھی اوّل اور آخری اوقات میں ادا فرمائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دو مختلف

اوقات میں نمازیں کیوں ادا فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ میرے پاس آیا تھا اور اس نے مجھے یہ دو اوقات نمازوں کے بتائے تھے ایک اوّل وقت اور ایک انتہائی وقت بتایا ہے کہ ان کے دوران نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ پس یہ مختلف اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائے ہیں۔

۞...ایک بچے نے سوال کیا کہ حضور جب freetime میں آپ کھانا کھاتے ہوئے یا سوتے ہوئے جو بھی کرتے ہیں اُس وقت بھی آپ کے پاس security ہوتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا تو اس طرف دھیان نہیں رہتا، آفس میں میرے قریب کوئی نہیں ہوتا۔ میں گھر میں بالکل free ہوتا ہوں اور دفتر میں بھی free ہوتا ہوں بلکہ رات کو میں اپنے دفتر میں کام کر رہا ہوتا ہوں اور دفتر کا کوئی عملہ بھی میرے پاس نہیں ہوتا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقفین نَو کو اپنے مبارک دستخطوں سے انعامات عطا فرمائے جنہوں نے گزشتہ سال 2014ء کے سالانہ جائزہ نصاب وقف نو میں اپنی عمر کے حساب سے جرمنی بھر میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کی تھیں۔ بارہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم سدید حمید، دوم عزیزم محمد فرحان شیخ اور سوم عزیزم فراست حسان علی قرار پائے۔ تیرہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم عثمان احمد عامر، دوم عزیزم فاران راشد اور سوم مصباح الحق شمس رہے۔ چودہ سال کے گروپ میں اوّل عزیزم جاذب آصف، دوم حسن احمد سلام سندھو اور سوم ارسلان احمد ڈھلوں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین

واقفین نو کی کلاس سات بج کے دس منٹ پر ختم ہوئی۔

(الفضل انٹرنیشنل 24/جولائی 2015ء)

بقیہ: عزیزم علی گوہر منور کا ذکر خیر از صفحہ 19

اور باقاعدگی سے دوہرائی کے ساتھ نصاب سکھانا کوئی ناممکن کام نہیں۔ نصاب میں جو عمر مقرر کی گئی ہے وہ تو صرف کم سے کم معیار ہے۔ اگر توجہ ہو تو بچّے اس سے پہلے ہی نصاب یاد کر لیتے ہیں۔

دینی اور دنیوی تعلیم کے علاوہ مَیں نے کوشش کی کہ علی کی کسی کھیل میں دلچسپی پیدا ہو جائے۔ مثلاً فٹبال، تیراکی یا گھڑ سواری جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے علی کو اپنی 5 سالہ زندگی میں کئی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف ہوا ہے۔ عام طور پر وہ سب سے پہلے حضور انور کے دفتر میں داخل ہوتا اور حضور انور کو بلند اور واضح آواز میں سلام کرتا۔ حضور انور ہمیشہ مسکراتے اور اُس سے باتیں کرنا شروع کر دیتے تھے۔ **حضور انور واقفینِ نَو سے خاص توجہ، پیار اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں۔** یہی حال علی کے ساتھ تھا۔ ملاقات کے آخر پر حضور انور ہمیشہ علی کو اس طرح پیار کرتے کہ حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی اُس کے چہرے کو مَس کرے اور اس دوران حضور انور زیرِ لب کچھ دعائیں بھی پڑھتے۔ ایسا ہی آخری دفعہ ہوا جب حضور انور نے اُسے تابوت میں دیکھا۔ حضور انور نے اُس وقت بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی اُس کے چہرے پر مَس کی اور زیرِ لب دعائیں کیں۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔

"بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

☆☆☆

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/جولائی 2017ء میں واقفینِ نَو کے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"خاص طور پر جو واقفین نو کے ماں باپ ہیں ان کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی اس مقصد کے لئے کرنی چاہئے کہ وہ بڑے ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وقف کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا دیا اور بڑے ہو کر کہہ دیا کہ ہم تو اپنے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ جو واقفین نَو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔"

کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم مقام اور ان کے مطالعہ کی اہمیت

عطاء الحیٔ ناصر۔یوکے

قسط نمبر 3۔(آخری)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کی روانی کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کی روانی کی مثال ایسی ہے جیسے پہاڑوں پر برساہوا پانی بہتا ہے۔ بظاہر اس کا کوئی رُخ معلوم نہیں ہوتا مگر وہ خود اپنا رُخ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنع سے بالا ہے...'' (الفضل 16جولائی 1931ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک بات مَیں بتادوں اور میں اپنے تجربے سے کہتا ہوں اور علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو تفسیر قرآنی ہمارے ہاتھ میں دی ہے وہ اتنی عظیم ہے کہ آپ کی کوئی کتاب لے لو چھوٹی ہو یا بڑی اور اس کو سو دفعہ پڑھو سو دفعہ ہی آپ کو اس میں سے نئے معانی نظر آجائیں گے۔ یہ اس قسم کی تفسیر ہے۔ آپ کی کتب عام کتابوں کی طرح نہیں بلکہ خدا سے سیکھی ہیں۔ قرآن کریم کی یہ تفسیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسیہ کے نتیجہ میں اور آپ پر فدا ہو کر فنا فی الرسول کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے سکھائی اور خدا خود آپؑ کا معلم بن گیا۔'' (مشعل راہ، جلد2صفحہ 443)

ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درثمین کو کثرت سے پڑھیں۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ، 11/اکتوبر 1970ء)

نوجوانوں کو مخاطب ہوتے ہوئے آپ نے ایک موقع پر فرمایا:

'' ایسے نوجوان جو اس خزانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو توجہ دلائیں اور بتائیں کہ یہ وہ تعلیم ہے جسے آپ نے پیش کیا ہے۔ یہ وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے جسے آپ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کی حسن و احسان کے جلوے ہیں جنہیں آپ نے اپنی کتابوں میں بھر دیا ہے۔ اور یہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات ہیں جن پر آپ نے بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے...اس کی قیمت بتاؤں کتنی ہے۔ زمین و آسمان میں جتنی مخلوق ہے اس کی بھی وہ قیمت نہیں جو اس کی قیمت ہے۔'' (مشعل راہ، جلد2 صفحہ 207-208)

تربیتی کلاس کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''قرآن کریم کی وہ تفسیر جو آج کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں پائی جاتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور وہ علوم جو ان کتب میں پائے جاتے ہیں ہر احمدی کی جان اور اس کی روح ہیں۔ اگر آپ ان کتب سے یا ان کتب میں بیان کئے گئے علوم سے ناواقف ہیں تو گو احمدیت تو پھیل کر رہے گی اور اس کو

مٹانا مشکل ہو گا۔ لیکن تم ایک ایسے مردہ جسم کی طرح ہو جاؤ گے جس میں جان نہیں ہو گی۔ ''(مشعلِ راہ، جلد2، صفحہ 44)

مزید فرمایا کہ: ''سو میں آپ کو بار بار تاکید کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ **تین صفحات روزانہ پڑھنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو اس کی عادت پڑ جائے گی** اور اس کے نتیجہ میں آپ کی پڑھائی پر یا اگر آپ کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کے کام پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ یہ مطالعہ ان پر اچھا اثر ڈالے گا۔ اگر آپ میں کوئی پڑھنے والا ہے تو اس کے مطالعہ کے نتیجے میں اس کے ذہن میں جلا پیدا ہو گی اور اس کے اندر ایک نور پیدا ہو گا اور پھر وہ دوسرے مضامین کیمسٹری اور انگریزی وغیرہ کو بآسانی سمجھنے لگے گا اور امتحان میں اسے اچھے نمبر ملیں گے اور اگر وہ کوئی کام کر رہا ہے تو اس کے کام میں Efficiency (ایفی شنسی) پیدا ہو جائے گی۔'' (مشعل راہ، جلد2 صفحہ 45)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتیں تو ذرا پڑھ کر دیکھیں کہ خدا کیا ہے؟ فرشتے کیا ہیں؟ آسمانی کتابیں کیا ہیں؟ اور انبیاء علیہم السلام کیا ہیں؟ مگر مخالفین احمدیت نے جو تصورات پیش کئے ہیں وہ ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے جو قرآن کریم اور سنت نبوی سے اخذ کر کے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی پاک زبان میں ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 3 مئی 1985ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: ''اس زمانے میں... دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اُردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں۔ اکثریت اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔ پھر جو پڑھے لکھے نہیں ان کے لئے مسجدوں میں درسوں کا انتظام موجود ہے ان میں بیٹھنا چاہئے اور درس سننا چاہئے۔ پھر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور ایم ٹی اے والوں کو بھی مختلف ملکوں میں زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں یہ پروگرام بھی شامل کرنے چاہئیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے تراجم بھی ان کی زبانوں میں پیش ہوں۔''

(خطبہ جمعہ، فرمودہ 11 جون 2004ء، خطبات مسرور، جلد 2 صفحہ 402-401)

ایک اَور جگہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہو گا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے **جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالب علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعین ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسران کو شاید نہ سکھا سکیں۔** اسی طرح جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہو گئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں اس بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں یہ سوچ کر نہ بیٹھ جائیں کہ اب ہمیں کس طرح علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ، فرمودہ 18 جون 2004ء، خطبات مسرور، جلد 2 صفحہ 408-407)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کتب کا بکثرت مطالعہ کرنے اور آپؑ کی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

رشتوں کے وقت لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی دنیا دیکھنے کی بجائے دین دیکھنے والے ہیں اور پھر وہ رشتے نبھانے والے بھی ہیں تو تب کہہ سکتے ہیں کہ ہم خالصۃً دینی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے والے ہیں تو سپیشل کہلائیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28/اکتوبر 2016ء

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان) کی وفات۔
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں
مرحوم کی خدمات دینیہ اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 09/ فروری 2018ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور بعض ابتدائی کلمات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جس خادم سلسلہ اور وفا کے ساتھ وقف نبھانے والے اور خلافت کے اطاعت گزار کے بارے میں میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جن کا جنازہ غائب ابھی پڑھاؤں گا ان کے بارے میں اتنا زیادہ مواد جمع ہو گیا ہے جو لوگوں نے بھیجا ہے کہ وہی مشکل سے بیان ہو سکتا ہے۔... جیسا کہ آپ جانتے ہیں گزشتہ دنوں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا 78 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی وفات ان کے اچانک دل کے دورے کی وجہ سے ہوئی۔ گو ان کو عرصے سے دل کی تکلیف تھی لیکن cardiac arrest ہوا جس کی وجہ سے فوری گھر میں ہی وفات ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مکرم مرزا غلام احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان کے پوتے تھے۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے نواسے تھے۔ اور میرے بہنوئی بھی تھے۔ ان کی والدہ صاحبزادی نصیرہ بیگم حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ یہ تمام رشتے اتنے قابل ذکر نہیں۔ اصل میں ان رشتوں کو جو چیز قابل ذکر بناتی ہے وہ ان کے اوصاف ہیں جو مَیں بیان کروں گا۔ خادم دین تھے۔ وقف زندگی تھے۔ اور ان دنوں میں باوجود کمزوری کے، بیماری کے اور بڑے بھائی کی وفات ہوئی تھی اس کے اثر کے باوجود جب مَیں نے ان کو ناظر اعلیٰ مقرر کیا تو تمام فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ دفتر میں حاضر رہے۔ اسی طرح فنکشنوں پہ بھی حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن پہلے مدرسۃ الحفظ کا فنکشن تھا۔ کامیاب ہونے والے حفاظ میں اسناد تقسیم کرنی تھیں۔ وہاں شرکت کی۔ شام کو خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں شمولیت اختیار کی۔ **وفات والے دن بھی صبح کئی لوگوں کے گھروں میں گئے۔ مریضوں کی عیادت کی۔ پھر اسی طرح پانچوں نمازیں مسجد مبارک میں جا کے ادا کیں۔** وقف زندگی کی حیثیت سے ان کی زندگی کا آغاز مئی 1962ء میں ہوا ہے۔ انہوں نے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس گورنمنٹ کالج لاہور سے کی اور پھر انہوں نے پبلک سروس کمیشن کا، CSS کا امتحان دیا اور اس میں کامیاب ہوئے۔ بڑی اچھی طرح کامیاب ہوئے بلکہ **انہوں نے خود مجھے بتایا کہ مَیں نے یہ امتحان صرف اس لئے دیا تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ بڑا مشکل امتحان ہوتا ہے اور بڑی مشکل سے کامیابی ہوتی ہے۔ تا کہ دنیاوی لحاظ سے بھی کامیاب ہونے کے بعد پھر مَیں وقف کروں تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ کہیں اور جگہ نہیں ملی تو یہاں آ گئے۔ اس کامیابی کے باوجود سرکاری نوکری نہیں کی۔ پبلک سروس کمیشن میں نہیں گئے اور زندگی وقف کی۔** جیسا کہ مَیں نے کہا 1962ء میں انہوں نے زندگی وقف کی۔ پھر ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بطور مینیجنگ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ کی خدمت سپرد کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے

ان کو یہ بھی فرمایا کہ **دنیاوی تعلیم کے ساتھ جو تم نے حاصل کرلی ہے دینی تعلیم بھی حاصل کرو۔** چنانچہ حضرت سید میر داؤد احمد صاحب سے انہوں نے حدیث اور دینی علوم حاصل کئے۔ حضرت میر داؤد احمد صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے اور رشتہ میں ان کے ماموں بھی تھے۔ ان کا پہلا نام مرزا سعید احمد تھا۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی والدہ کے کہنے پر ان کا نام مرزا احمد رکھا۔ انہوں نے سیرۃ المہدی میں کوئی واقعہ پڑھا تھا اور اس لحاظ سے ان کا خیال تھا کہ مرزا سعید احمد نام نہ رکھا جائے۔ مرزا سعید احمد ان کی پہلی والدہ سے ان کے بھائی تھے جن کی جوانی میں وفات ہوگئی تھی۔ یہاں یُوکے میں بھی آ کے وہ پڑھتے رہے۔ مرزا مظفر احمد صاحب وغیرہ کے کلاس فیلو تھے۔ حضرت مصلح موعود کو انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر کوئی نام بدلا تو حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کو رنج ہوگا تو ان کی بھی تسلی ہو جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم ایسا نام رکھتے ہیں جس وجہ سے اُن کے والد کو بھی تکلیف نہ ہو اور پھر آپ نے مرزا غلام احمد نام رکھا اور ساتھ ہی حضرت مصلح موعود نے یہ فرمایا کہ ہم اس کو احمد کہہ کر پکاریں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی اتنا عرصہ نہیں ہوا اور میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں غلام احمد کر کے نام لوں۔ 1964ء میں میری ہمشیرہ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو ان دنوں میں بیمار تھے۔ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مرزا غلام احمد صاحب کی جو خدمات ہیں انہوں نے ناظر تعلیم کے طور پر کام کیا۔ کئی سال ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی کے طور پر کام کیا۔ ناظر دیوان کے طور پر کام کیا بلکہ جب تک ناظر اعلیٰ نہیں بنائے گئے تھے یہ 96ء سے لے کے 2018ء تک ناظر دیوان کے طور پر رہے۔ پھر یہ صدر مجلس کارپرداز کے طور پر بھی 2012ء سے 2018ء تک تھے۔ پھر مرزا خورشید احمد کی وفات کے بعد ان کو میں نے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی اور صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا۔ اس سے پہلے خلافت رابعہ میں بھی کئی دفعہ ان کو قائمقام ناظر اعلیٰ اور قائمقام امیر مقامی بننے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مجلس وقف جدید کے ممبر تھے اور 2016ء سے 18ء تک یہ صدر مجلس وقف جدید بھی رہے۔ انصار اللہ میں عاملہ میں رہے۔ مختلف قیادتیں ان کے سپرد رہیں۔ پھر نائب صدر صف دوم بھی رہے۔ پھر نائب صدر بنے۔ پھر 2004ء سے لے کے 2009ء تک صدر انصار اللہ پاکستان خدمت کی توفیق ملی۔ خدام الاحمدیہ میں مختلف سالوں میں مہتمم کے طور پر کام کیا۔ پھر نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔ اس کے بعد پھر 75ء سے 79ء تک صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی رہے۔ اور میر داؤد احمد صاحب کے بعد ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز بھی ہوئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات انجام دیں۔ خلافت لائبریری کمیٹی کے صدر تھے۔ بیوت الحمد سوسائٹی ربوہ کے صدر تھے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر تھے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ میں ان کو کئی سال خدمت کی توفیق ملی۔ ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ جب تک ربوہ میں جلسے ہوتے رہے یہ بطور نائب افسر جلسہ سالانہ اور ناظم محنت رہے۔... تبرکات کمیٹی کے صدر رہے۔ رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ مجلس افتاء کے ممبر تھے۔ تاریخ احمدیت کمیٹی کے ممبر تھے۔ سیکرٹری خلافت کمیٹی تھے۔ نگران مینیجنگ ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ بھی رہے۔ نظارت کے ساتھ ساتھ یہ بہت سارے کام اور کمیٹیاں بھی ان کے سپرد تھیں۔ 1989ء میں ان کو اور مرزا خورشید احمد صاحب کو اور انجمن کے دو کارکنان کو 298c کے تحت چند دن اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لاہور میں 28رمئی 2010ء کا جو واقعہ ہوا تھا جہاں احمدیوں کی بہت ساری شہادتیں ہوئی تھیں۔ اس وقت ناظر اعلیٰ نے لاہور جماعت کی تسلی کے لئے، شہداء کی فیملیز کو ملنے کے لئے، مریضوں کو دیکھنے کے لئے جو وفد فوری طور پہ لاہور بھجوایا تھا ان کے امیر مرزا غلام احمد صاحب تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطبہ میں اپنی ایک رؤیا سنائی تھی اور اس میں انہوں نے ان کا جو ذکر کیا وہ یہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کہتے ہیں کہ مَیں سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنی مصروفیتیں بڑھانی چاہئیں تو رات کو خواب میں میاں احمد کو دیکھا۔ مرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا جو **ہمیشہ بہت اچھا مشورہ دیا کرتے ہیں۔** حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے متعلق بھی انہی کا مشورہ تھا کہ بجائے اس کے کہ تفسیر صغیر کے پیچھے نوٹس لکھوں۔ میں اپنا نیا ترجمہ کروں اور آپ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اس ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور بہت سے مسائل اس میں حل ہوئے۔ اور باقی پھر لمبی خواب ہے اس میں ذکر ہے کہ کس طرح انہوں نے شادی بیاہ کے متعلق اور لڑکوں کی ملازمتوں کے لئے کہا کہ کیا تجویزیں ہونی چاہئیں۔ خواب میں میاں احمد نے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو وہ بتائیں کہ آپ اس میں مدد کر سکتے ہیں۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 19 تا 25 جنوری 2001ء صفحہ 5۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 15 دسمبر 2000ء)

ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو لکھا کہ عزیزم احمد سلمہ اللہ۔

السلام علیکم۔ آپ کی پریشانی کا خط ملا۔ میں آپ کے لئے عاجزانہ دعا کرتا ہوں۔ **آپ کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے سچائی اور سعادت رکھی ہے اور ان دو صفات کے حامل انسان کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از پیش روحانی ترقیات عطا فرماتا رہے اور طمانیت قلب کی جنت نصیب کرے۔**

اسی طرح ایک اَور خط میں انہوں نے فرمایا کہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ آپ سب کا حق بھی ہے اور خدمت دین میں بھی میرے سلطان نصیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔ صحت و سلامتی دے اور کبھی کوئی فکر اور پریشانی نہ آئے۔ اور پھر لکھا کہ مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدیت کو لوگ بہت جلد قبول کریں۔ پھر فرمایا کہ ایم ٹی اے کا ہتھیار بھی ساری دنیا میں چل رہا ہے اور میری خواہش کو عملی رنگ دے رہا ہے۔ اچھے اچھے پروگرام بھجوائیں تاکہ نور ہی نور ہو جائے۔ طاغوت اور شیطان رمضان میں پوری طرح جکڑا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کی اہلیہ امۃ القدوس صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب بیمار تھے تو رات کو روزانہ وہاں جاکے ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ یہ رشتے سے پہلے کی بات ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بھی **خلافت سے بہت وابستہ تھے۔ حضور ان پر بہت اعتماد کرتے تھے** اور 1974ء میں کافی عرصہ، یہ بھی اور مرزا خورشید احمد صاحب بھی، دن رات وہیں رہے۔ اور گھر آنے کی اجازت نہیں تھی۔

1973ء اور 74ء میں خاص طور پر اور بعد ازاں جب خدام الاحمدیہ کے صدر تھے اس وقت بھی یہ حضور کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ تو گھر آتے ہی نہیں تھے۔ پہلے بھی صبح کے گئے رات دس بجے کے قریب گھر آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اعزاز سے نوازا کہ ایک اجتماع کے موقع پر جب انہوں نے درخواست کی کہ حضور عہد دہروائیں گے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ تم دہراؤ۔ یعنی صدر خدام الاحمدیہ کو کہا تم دہراؤ اور پھر حکماً ان سے عہد دہروایا۔ اور حضور نے خود باقی خدام کی طرح کھڑے ہو کر پیچھے عہد دہرایا۔ مرزا خورشید احمد صاحب کی وفات پر مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے کہا تھا کہ یہ جو دو شخص ہیں وہ میرے بڑے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفادار ہیں۔ انہوں نے مجھے لکھا تھا لیکن مجھے زبانی بھی بتا چکے تھے۔ اس وقت کیونکہ ان کو جھجک تھی اس لئے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ اس لئے مَیں نے بھی جمعہ پہ نہیں بتایا۔ صرف مرزا خورشید احمد صاحب کا ہی بتایا۔ **اصل میں مرزا غلام احمد صاحب اور مرزا خورشید احمد صاحب کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا کہ یہ ہر خلافت کے وفادار ہیں اور میرے وفادار ہیں۔** جب حضور کی انگوٹھی گم تو اس کو تلاش کرنے کے لئے انہی کو بلایا اور یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے میرا نام لیا۔ **احمد اور پھر خورشید یہ دونوں میرے وفاداروں میں سے ہیں اور ہر خلافت کے وفاداروں میں سے ہیں۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلافت کی اطاعت تو تھی۔ یہاں جلسہ پہ آئے تھے تو کمزوری کافی تھی۔ ان کو میں نے کہا سوٹی لیا کریں۔ تو فوری طور پر انہوں نے سوٹی شروع کر دی کہ اب تو حکم مل گیا ہے اب لینی پڑے گی۔ چھڑی استعمال کرنی پڑے گی۔

چند سال قبل مَیں نے کہا تھا کہ ناظر ان جماعتوں میں جائیں اور ہر ایک گھر میں جاکے میرا اسلام پہنچائیں۔ ان کے حصہ میں سندھ آیا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ واپس آئے تو لنگڑا کر چل رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک گھر کی سیڑھی سے گر گیا تھا۔ جب فضل عمر ہسپتال میں دکھایا گیا تو پاؤں کی چھوٹی انگلی کی ہڈی کریک (crack) تھی اور دوسرے پاؤں کے ٹخنہ میں بھی ذرا سا، ہلکا سا کریک (crack) آیا ہوا تھا یا چوٹ تھی۔ ہلکا سا فریکچر تھا۔ کہتی ہیں مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو درد نہیں ہوتی تھی۔ کہنے لگے درد تو محسوس ہوتی تھی لیکن کیونکہ خلیفۂ وقت کا پیغام گھر گھر پہنچانا تھا اس لئے گیارہ دنوں میں اس تکلیف کا احساس نہیں کیا اور اپنا کام ختم کر کے آئے۔ ان کے بڑے بیٹے لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے بعد حضور کے خطبہ کی کیسٹ سب سے پہلے آپ کے پاس آتی تھی اور بڑے اہتمام سے آپ سب کو اکٹھا کرتے اور حضور کا خطبہ سناتے تھے۔ پھر ایم ٹی اے آنے کے بعد بھی خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتے تھے اور اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ سب گھر والے یہ خطبہ سنیں۔ حتی کہ جو گھر میں کام کرنے والے افراد ہیں یا باہر ملازم ہیں ان کو سنانے کے لئے بھی انہوں نے خاص اہتمام کیا ہوا تھا۔ لاؤڈ سپیکر لگایا ہوا تھا یا ٹی وی لگا کے دیا ہوا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ ہمارے ابا نے پوری کوشش کی کہ خلافت کے وفادار رہیں اور ہمیں بھی یہی نصیحت کی۔ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ ابا نے مجھے بہت تڑپ سے دعا کے لئے کہا بلکہ کئی دن کہتے رہے۔ مجھے نہیں پتا کہ معاملہ کیا تھا؟ لیکن بہرحال یہ تاثر تھا کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی ہلکی سی ناراضگی کا معاملہ ہے جس کی وجہ سے ابا کی نمازوں میں اتنی تڑپ ہوتی تھی جس کا میرے ذہن پر بھی اثر ہوا اور میری کیفیت بھی ویسی ہی ہو گئی۔

پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت ہوئی ہے اُس وقت ان کی والدہ صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بہت بیمار تھیں اور کافی حالت خراب تھی

اور جس رات ہجرت تھی اس رات لگ رہا تھا کہ آج ان کی والدہ کی آخری رات ہے۔ لیکن آپ وہاں جماعتی معاملات میں مصروف تھے۔ ہجرت کے معاملات میں مصروف تھے۔ اس لئے والدہ کے کمرے تک بھی نہیں گئے اور جماعتی کاموں میں مصروف رہے۔

اسی طرح ان کا خلافت خامسہ میں میرے ساتھ بھی ہمیشہ اطاعت کا، وفا کا تعلق رہا ہے۔ بلکہ اپنے بیٹے کو پوچھنے پر یہی کہا تم دیکھتے نہیں خلافت کی صداقت کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کس طرح خلافت خامسہ کے ساتھ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک شاہد عباس صاحب ہیں۔ ملائیشیا سے لکھتے ہیں کہ 2005ء میں مَیں نے بیعت کی اور مرکز کی زیارت کے لئے گیا تو دفاتر میں مرزا غلام احمد صاحب تشریف لا رہے تھے تو میرے ساتھی معلّم دانیال صاحب نے مجھے کہا کہ یہ خلیفہ ُوقت کے بڑے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان کو دعا کے لئے کہہ دیں۔ کہتے ہیں مَیں ان کے پاس گیا اور کہا کہ میں شیعہ فرقے سے جماعت احمدیہ میں داخل ہوا ہوں میرے لئے دعا کریں۔ انہوں نے مجھے گلے لگایا اور میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور بڑے جوش سے کہا کہ مَیں آپ کو ایک ایسی ہستی کیوں نہ بتا دوں جن کو میں خود دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ تو مَیں نے پوچھا وہ کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خلیفہ وقت اور فرمایا کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھا کرو۔ یہ تو مبالغ کہتے ہیں کہ مَیں نے ان کی آنکھوں میں خلیفہ ُوقت کی جو محبت اور جوش دیکھا تھا وہ قابل دید تھا اور وہ لمحات خاکسار کی آنکھوں میں نقش ہو کے رہ گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو بھی فرائض اور بہت ساری جگہوں پر جو خدمات ان کے سپرد تھیں وہ بڑے احسن رنگ میں انجام دیتے رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مبشر ایاز صاحب کہتے ہیں... خلافت کے ساتھ بھی ان کا بڑا تعلق تھا۔ ایک دفعہ ایک افتاء کمیٹی میں زکوٰۃ کے معاملے میں بات ہو رہی تھی۔ افتاء نے ایک رپورٹ تیار کی تھی۔ میرا خیال ہے گھوڑوں کے اوپر زکوٰۃ نہ ہونے کے اوپر شاید بحث ہو رہی تھی۔ اس کو مَیں نے رَدّ کر دیا اور میں نے کہا اس کا دوبارہ جائزہ لیں۔ اجتہاد کی ضرورت ہے۔ کئی کمیٹیاں بنیں۔ ہر دفعہ علماء کی لمبی لمبی بحثیں ہوتی تھیں اور نتیجہ یہ نہیں پہنچتے تھے۔ آخر صدر صاحب نے ان کو اس کمیٹی کا صدر بنایا۔ وہاں بھی علماء بڑی تیاری کر کے آئے تھے کہ مَیں نے جو بات کی ہے اس کے اُلٹ کریں۔ تو انہوں نے کچھ دیر تو ان کی بات سنی۔ پھر مبشر ایاز صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے جلالی رنگ میں کہا کہ جب خلیفہ ُوقت نے فیصلہ کر دیا تو پھر ہم یہ سوچ کیوں رہے ہیں کہ اس کے خلاف ہو سکتا ہے اور ساری دلیلوں کو رَدّ کر دیا اور یہ نہیں دیکھا کہ کون بڑا عالم ہے اور کون کیا کہہ رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب بھی جماعتی خدمت کے لئے کہیں بھیجا تو پھر انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ رستے میں تکالیف کیا ہیں۔

پھر وہ (مبشر ایاز صاحب) لکھتے ہیں کہ جب یہ نائب ناظر تعلیم تھے تو اگر خلیفہ ُوقت کی طرف سے بعض حالات کی وجہ سے کسی طالبعلم کے وظیفہ کی نامنظوری آ جاتی تو اس وقت یہ کہا کرتے تھے کہ وظیفہ کی منظوری یا دوسری خوشی کی کوئی خبر ہو تو خلیفہ ُوقت کی طرف سے دیا کرو اور اگر ناراضگی اور نامنظوری ہے تو ہمیں اپنی طرف سے دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح حافظ صاحب نے بھی لکھا ہے کہ خلافت سے ان کا ایک خاص تعلق تھا جو ہر موقع پر ظاہر ہوتا تھا۔ اور جب ان کو ناظر اعلیٰ بنایا گیا ہے تو انجمن کے اجلاس میں ناظر ان کے سامنے مجلس میں انہوں نے جو پہلی بات کی وہ یہ تھی کہ مجھے تعاون کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو آپ سب خدام سلسلہ بہر حال کریں گے کیونکہ خلیفۃ المسیح نے مجھے مقرر کیا ہے۔ لیکن مجھے آپ کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے کیونکہ بعض وجودوں کے قدموں میں جگہ پانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح جب نظارت دیوان سے یہ بدلے گئے اور ناظر اعلیٰ بنائے گئے تو ان کے ایک کارکن لکھتے ہیں کہ دفتر جانے سے پہلے ہمیں خود دفتر ملنے کے لئے آئے اور پھر کہا کہ آپ سے رخصت لینے آیا ہوں۔ یہ الفاظ سن کر ہمارا دل بہت بھر آیا تو ہم نے کہا کہ میاں صاحب! آپ یہیں رہ جائیں یا ہمیں بھی ساتھ لے جائیں۔ جس پر انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مَیں کیسے ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ مَیں تو خود خلیفۃ المسیح کے حکم پر جا رہا ہوں۔ اور پھر یہاں سے چند دنوں بعد ہی اپنے ربّ کے حکم سے اُس کے پاس چلے گئے۔ **اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ یہ اس جگہ چلے گئے جہاں ہر ایک نے اپنی باری پر جانا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی اور وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جس طرح انہوں نے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا اور اپنے سپرد خدمات کو نبھایا اللہ تعالیٰ باقیوں کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام واقفین زندگی اور عہدیدار ان کو بھی چاہئے کہ اسی طرح کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی نیک، صالح، فدائیت اور وفا کے ساتھ خدمت کرنے والے کارکنان مہیا کرتا رہے۔**

☆...☆...☆

واقفینِ نَو عالمگیر

برطانیہ کے ایک واقفِ نَو شرجیل احمد طاہر صاحب کا انٹرویو

"واقفینِ نَو عالمگیر" کے نام سے ہم نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں ہم ایسے واقفینِ نَو کے انٹرویوز پیش کریں گے جو میدانِ عمل میں آچکے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔ اگر آپ مندرجہ بالا زمرہ میں آنے والے کسی واقفِ نَو کو جانتے ہیں تو آپ اُن کا انٹرویو لے کر ہمیں ضرور ارسال کریں۔ اس طرح دنیا بھر میں بسنے والے واقفینِ نَو کو رہنمائی بھی ملے گی اور میدانِ عمل میں خدمت کرنے والوں کے تاثرات سے بھی آگاہی حاصل ہو گی جس سے وہ اپنے مستقبل کا بھی اندازہ کر سکیں گے۔ نیز انہیں علم ہو گا کہ واقفینِ نَو کن کن شعبوں میں خدمت کرنے کی توفیق پارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام واقفینِ نَو کو بے نفس ہو کر اور خلیفۂ وقت کی توقعات کے مطابق احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔ (مدیر)

1۔ آپ ہمیں اپنے نام، تاریخ پیدائش، پیدائش کے مقام، تعلیم وغیرہ سے آگاہ کریں اور مختصراً بتائیں کہ آپ کا بچپن کیسا گزرا؟

میرا نام شرجیل احمد طاہر ہے۔ 17/ماچ 1990ء کو ربوہ میں میری پیدائش ہوئی۔ میں نے ابتدائی تعلیم ربوہ کے سکول الاحمد کیمبرج اکیڈمی سے حاصل کی۔ اور اسی سکول سے سائنس کے مضامین میں میٹرک پاس کرنے کے بعد جماعت کے نصرت جہاں انٹر کالج سے F.S.C جنرل سائنس گروپ میں کی۔ اس کے بعد لاہور سے Accounting اور Finance کے سرٹیفیکیٹس کرنے کے بعد برطانیہ سے اکاؤنٹنگ میں B.A(Hons) کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے طالبِ علمی کے دور میں خاکسار کو کئی مواقع پر اسمبلی لیڈ کرنے کا موقع ملا۔

2۔ آپ واقفِ نَو ہیں۔ زندگی وقف کرنے کے لئے یعنی تجدید عہد کے لئے آپ کو کس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

میری والدہ کو ایک خواب آئی تھی جس کا ذکر انہوں نے ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا۔ جس پر حضور انور نے اپنے جواب میں لکھا: 'بہت مبارک خواب ہے۔' اس کے بعد میری والدہ نے مجھے تحریک وقفِ نو میں پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دفتری کارروائیوں کے بعد مجھے تحریک وقفِ نَو میں شامل کر دیا گیا۔ الحمد للہ۔ (یاد رہے کہ یہ ایک استثنائی صورتحال تھی۔ وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ بچے کی پیدائش سے قبل حضور انور سے بچے کو وقفِ نَو میں شامل کرنے کی اجازت لی جائے۔) تجدید وقف فارم مَیں نے طالب علمی کے دَور میں پُر کر کے بھجوا دیا تھا اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد مَیں نے مارچ 2017ء میں حضور انور سے وقف زندگی کے لئے درخواست کی۔ حضور انور نے از راہ شفقت اس کی منظوری عطا فرمائی۔

3۔ آجکل آپ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں؟

مارچ 2017ء میں ہی خاکسار کی تقرری الشرکۃ الاسلامیہ (ASI) کے شعبہ Accounts میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس فیلڈ میں مَیں نے پڑھائی کی ہے اسی میں حضور انور نے میری تقرری فرمائی۔ شعبہ کے نام سے ہی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت کے مختلف شعبوں کی طرف سے موصول ہونے والے Bills,Invoices وغیرہ کا ریکارڈ ہمارے دفتر میں رکھا جاتا ہے، اُن کے accounts کو maintain کیا جاتا ہے اور اُس پر ضروری کارروائی کی جاتی ہے۔ یہ سارے کام ہمارے دفتر کے سپرد ہے۔

4۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو خدمت کرنے کے حوالہ سے کیا نصیحت فرمائی ہے؟

میری تقرری کے وقت جو خط مجھے ملا اُس پر حضور انور نے فرمایا تھا کہ **اللہ تعالیٰ آپ کی تمام نیک اور مخلص خواہشات پوری فرمائے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو۔ آمین۔**

تقرری کے 8 ماہ بعد میری حضور انور سے ملاقات ہوئی ہے جس میں حضور انور نے مجھے کام کے حوالہ سے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ **کام کو ٹرخانا نہیں ہے اور پوری ایمانداری سے کام کرنا ہے۔**

5۔ آپ کی روزمرہ کی مصروفیات کیا ہیں؟

دن کا آغاز نماز فجر سے ہوتا ہے جس کے لئے مَیں مسجد بیت الفتوح جاتا ہوں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد ناشتہ اور پھر 10 بجے دفتر پہنچ جاتا ہوں۔ نمازِ ظہر تک دفتری کاموں میں مصروفیت رہتی ہے۔ نماز کے بعد کھانے کا وقفہ ہوتا ہے۔ مختلف شعبہ جات کے کارکنان مِل کر کھانا کھاتے ہیں۔ شام کا کھانا 7 بجے کے قریب کھالیتا ہوں۔ میرے والدین اور بہن بھائی پاکستان میں ہیں اس لئے دن میں ایک مرتبہ فون پر ان سے ضرور بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مَیں ورزش کے لئے Gym جاتا ہوں۔

6۔ کیا آپ مذکورہ بالا خدمت کے علاوہ کسی اَور خدمت کی توفیق پا رہے ہیں؟

دفتری کاموں کے علاوہ خدام الاحمدیہ میں سیکیورٹی کی ڈیوٹیز دینے کا بھی موقع مل رہا ہے۔ الحمد للہ۔

7۔ آپ اپنی صحت کو کس طرح برقرار رکھتے ہیں؟

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ میں باقاعدگی سے Gym جاتا ہوں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف Gym جانا انسان کو صحتمند نہیں بناتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کا کھانا بھی اچھا ہو۔ چنانچہ میری کوشش ہوتی ہے کہ مَیں کم سے کم fast food کھاؤں اور fizzy drinks کی بجائے پانی پیوں۔ حضور انور نے واقفین کی صحت کے حوالہ سے بہت تاکید کی ہے۔

8۔ زندگی وقف کرنے والوں کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہتے ہیں؟

زندگی وقف کرنے والوں کے لئے مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے کہنا چاہتا ہوں کہ زندگی وقف کرنے سے پہلے دوسری کمپنیوں میں بھی مَیں نے کام کیا ہے لیکن جو دلی سکون اور اطمینان وقف کرنے کے بعد ملا ہے وہ پہلے محسوس نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنی تنخواہ کے حوالہ سے یہ بات بہر حال قابل ذکر ہے کہ اس میں بہت برکت ہے۔

9۔ اَور کوئی بات جو آپ ہم سے share کرنا چاہتے ہیں؟

آخر میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم واقفین کو خاص طور پر جماعتی کاموں میں پیش پیش ہونا چاہئے اور حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہئے اور حضور کی باتوں پر سب سے پہلے عمل کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رسالہ "اسماعیل" دنیا بھر میں بسنے والے واقفین نَو کا رسالہ ہے۔ آپ اس کے لئے ضرور لکھیں اور اپنے واقفینِ نَو ساتھیوں کو بھی اس رسالہ کے بارہ میں بتائیں۔

editorurdu@ismaelmagazine.org

اگر آپ رسالہ لگوانا چاہتے ہیں تو درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

manager@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
Deer Park Road 22
London SW19 3TL,UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

اُردُو

الفاظ کے نئے رنگ، نئے رُوپ (قسط نمبر 2۔ آخری)

درج ذیل ایک ایک نمبر کے ماتحت دو دو لفظ دیئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ تقریباً ہم معنی معلوم ہوتے ہیں اس لئے کبھی ایک کی جگہ دوسرا لفظ غلطی سے استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن دونوں کے معنوں اور استعمال میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ یہ فرق ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ نا اور نہ:

نا: تاکید کے لئے ضرور کی جگہ استعمال ہوتا ہے، مثلاً: تم میری مدد کروگے نا؟ تم میرے گھر آؤ گے نا؟

نفی کی تاکید کے لئے مثلاً: نا بابا ہم تو ایسی دعوت سے باز آئے۔

نفی صفات کے لئے اور اکثر مشتقات پر آتا ہے، مثلاً اسم فاعل، مفعول صفت وغیرہ پر، مثلاً: نااہل، نابالغ، نامسموع، ناشائستہ، ناپسند، ناہنجار وغیرہ

نہ: حرفِ نفی ہے اور نہیں، مَت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ فعل اور عمل:

فعل سے مراد محض کام ہے لیکن عمل اُس کام کو کہتے ہیں جو کسی قانون یا قاعدے کی پابندی کے لئے کیا جائے۔ خصوصاً ایسے کام جن کا نتیجہ عُقبیٰ میں جزاو سزا ہے، عمل کہلاتے ہیں۔

لفظ عمل، کام کے علاوہ اور معنوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، مثلاً:

۱۔ **اثر، تاثیر:** اِس دوا نے ابھی عمل نہیں کیا۔ ۲۔ **قبضہ:** اِس میں کسی اور کا عمل دخل نہیں ہے۔ وغیرہ۔

ہم کہتے ہیں اُس کے قول و فعل میں بڑا فرق ہے، یہاں فعل کی جگہ عمل کہیں تو صحیح نہیں ہوگا۔

۳۔ مسکنا اور پھٹنا:

مسکنا: دباؤ یا زور پڑنے سے کپڑے کا خفیف سا پھٹنا۔ ایسا پھٹنا کہ کپڑے کے تار الگ نہ ہوں۔

پھٹنا: چاک ہونا۔ پھٹنا، کاغذ کپڑے وغیرہ کے علاوہ بادلوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے بادلوں کے ٹکڑوں کا تتر بتر ہونا۔

۴۔ فقیر اور مسکین:

عموماً فقرا اور مساکین کا استعمال اکٹھا ہوتا ہے، کیونکہ دونوں کا مفہوم محتاج و غریب ہے، لیکن شرَع میں اِن دونوں لفظوں کو مختلف معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، یعنی فقیر اسے کہتے ہیں جس کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو، یا بعضوں کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کے پاس ایک روز کا کھانا ہو یا جو اہل و عیال کے لئے صرف چند روزہ قُوت و کفالت رکھتا ہو۔ اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی وہ مطلق تہی دست ہو۔

۵۔ بول چال اور محاورہ:

بول چال خاص قسم کی ترکیبِ الفاظ کو کہتے ہیں جو اہلِ زبان بولتے ہوں اور جس کے خلاف بولنا فصاحت کے خلاف ہو۔ اس میں الفاظ اپنے حقیقی معنی دیتے ہیں۔

محاورے میں کئی لفظ مصدر سے مل کر حقیقی معنوں کے بجائے کچھ اور معنی دیتے ہیں، مثلاً: پانی میں آگ لگانا۔ یہاں آگ لگانا کے حقیقی معنی مقصود نہیں بلکہ اِس سے مراد ہے مزاج کو بھڑکانا، شرارت کرنا۔ محاورے میں مصدر کے جملہ مشتقات تو استعمال ہو سکتے ہیں لیکن اصل محاورے میں کسی قسم کا تصرّف جائز نہیں، مثلاً: کسی کے سر سہرا ہونا۔

محاورہ ہے۔ اگر سر پر سہرا ہونا کہا جائے، تو غلط ہوگا۔

۶۔ مَثَل اور مقولہ:

مَثَل کا مطلب ہے: ایک یا چند جُملے جو عرصۂ دراز سے کسی خاص موقع پر بطور مثال بولے جاتے ہیں اور اپنے لفظی معنوں سے متجاوز ہو کر کچھ اور مفہوم ادا کرتے ہیں۔ مثلاً: کسی کے بے ڈھنگا پن کا ذکر کرنا ہو تو کہتے ہیں: "اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔" یہ مَثَل ہے۔ یہاں اُونٹ کی کل سے مراد آدمی کی انوکھی باتیں ہیں (مَثَل میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر تو جائز ہے لیکن مصدر کے مشتقات کا استعمال جائز نہیں، مثلاً: "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" صحیح ہے اور "ناچ نہ آیا آنگن ٹیڑھا" غلط ہے۔

مقولہ: وہ فقرہ یا جُملہ ہے جو عام پسند ہو گیا ہو۔ اس میں الفاظ حقیقی معنی دیتے ہیں، مثلاً: بزرگی بہ عقل اَست نہ بسال (اصل بزرگی عقل سے حاصل ہوتی ہے، بڑی عمر سے نہیں)۔

☆...☆...☆